احوال و آثار

مولوی سیّد نور اللہ شاہ سیال کوٹی

(۱۸۶۳ء — ۱۹۴۸ء)

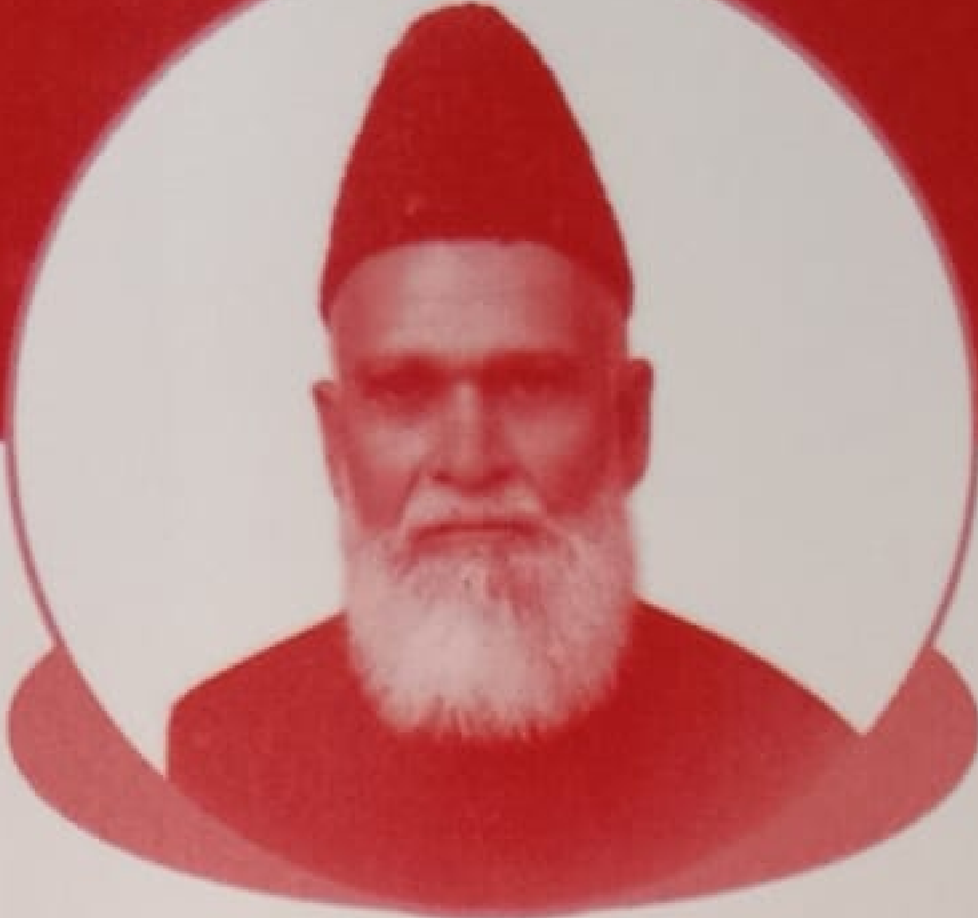
مع

چشمہ نور و تحفہ شیعہ

مرتب

سیّد محمد عبد اللہ قادری
ابن سیّد نور محمد قادری

کتب خانہ ابن عبداللہ
چک نمبر 15 شمالی، ضلع منڈی بہاء الدین



نام	سیّد محمد عبداللہ قادری
والد	سیّد نور محمد قادری (۱۹۲۵ء-۱۹۹۶ء)
داداجان	حافظ سیّد محمد عبداللہ قادری (۱۸۵۷ء-۱۹۴۱ء)
پرداداجان	مفتی سیال کوٹ مولوی سیّد محمد چراغ شاہ (م ۱۸۸۷ء)
تاریخ پیدائش	۱۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء
سلسلۂ نسب	سادات بخاری
مقام پیدائش	چک ۱۵ شمالی گجرات (حال منڈی بہاء الدین)
عصری تعلیم	ایف اے ۱۹۷۶ء، گورنمنٹ سرسیّد کالج، ریلوے روڈ، گجرات
بیعت	سلسلۂ قادریہ؛ حضرت صاحب زادہ محبوب عالم قادری (م ۱۹۸۲ء)، آوان شریف
ملازمت	پاکستان ملٹری اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ PMAD ریٹائرمنٹ بہ طور اسسٹنٹ اکاؤنٹس افیسر ۲۰۱۶ء
تصانیف	۱-حکیم محمد موسیٰ امرتسری-ایک ادارہ، ایک تحریک ۲-مبلغ تحریک پاکستان مولانا محمد بخش مسلم بی اے ۳-ادیب گوہر افشاں سیّد نور محمد قادری-کتابیات ۴-سیّد ہجویر مخدوم امم اور حضرت علامہ محمد اقبال ۵-حضرت ضیاء الدین مدنی ۶-حافظ مولوی سیّد محمد عبداللہ بخاری قادری ۷-احوال و آثار مولوی سیّد نور اللہ شاہ نور سیال کوٹی ۸-اقبال کے دینی اور سیاسی افکار (ترتیب) ۹-دوقومی نظریہ اور تحریک پاکستان

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

نام کتاب	احوال وآثار سیّد محمد نور اللہ شاہ نوؔر سیال کوٹی
مرتب	سیّد محمد عبداللہ قادری
کمپوزنگ	غلام مرتضیٰ مغل، لالہ رُخ، واہ کینٹ
اہتمام	سیّد محمد مسعود عبداللہ قادری، سیّد محمد نور عبداللہ قادری
تعداد	۵۰۰
صفحات	۱۶۰
قیمت	۳۰۰ روپے
ناشر	سیّد خلیل احمد قادری (ہیڈ ماسٹر ریٹائرڈ)

ملنے کا پتا

کتب خانہ ابن عبداللہ، چک ۱۵ ارشمالی، ضلع منڈی بہاء الدین

سیّد ہاؤس، مکان نمبر سی بی ۵۵۰، گلی نمبر ۱۱، احمد نگر غربی، واہ کینٹ

دارالاسلام، جامع مسجد و محلّہ مولا نا روحی، اندرون بھاٹی دروازہ، لاہور

فہرست

انتساب

میں ان اوراق کو مولوی سیّد محمد نور اللہ شاہ سیال کوٹی کے

اساتذہ کرام

شمس العلما مولوی سیّد میر حسن سیال کوٹی

حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری

(برادر بزرگ مولوی نور اللہ شاہ)

مولوی نور الدین، چکوڑی شریف، ضلع گجرات

اور مرشد گرامی

حضرت قاضی سلطان محمود قادری، آوان شریف، گجرات

رحمۃ اللہ علیہم

کے نام معنون کرتا ہوں

حضرت قاضی صاحب سے سلسلۂ قادریہ میں فیض یاب ہوئے۔ قبلہ قاضی صاحب میرے خاندان کے روحانی پیشوا و مربی تھے۔ اب بھی ہم اسی خاندان سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ۱۸۸۱ء میں قائم ہوا تھا۔ الحمد للہ آج بھی قائم ہے۔ آمین ثم آمین!

سیّد محمد عبداللہ قادری

حالاتِ زندگی

سیّد نور اللہ شاہ نورؔ سیال کوٹی

حضرت مولانا سیّد محمد نور اللہ نورؔ سیال کوٹی بن حضرت مولوی سیّد محمد چراغ شاہ سیال کوٹی ۱۸۶۳ء کو سیال کوٹ شہر میں پیدا ہوئے۔ درسِ نظامی کی ابتدا شمس العلما مولوی سیّد میر حسن (۱۸۴۴ء۔ ۱۹۲۹ء) اور اپنے بڑے بھائی حضرت حافظ سیّد محمد عبداللہ قادری (۱۸۵۶ء۔۱۹۴۱ء) سے کی، اور تکمیل پنجاب کے مشہور فاضل مولوی نور الدین (۱۸۸۴ء) چکوڑی شریف، ضلع گجرات کے درسِ عالیہ میں کی۔

سیّد محمد نور اللہ نور زمانہ تک ''مسجد قصاباں'' سیال کوٹ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اپنے برادر بزرگ حافظ سیّد محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمہ کی طرح غوث زماں حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ العزیز آوان شریف، ضلع گجرات (متی ۱۹۱۹ء) کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے سفر وحضر کے ساتھی تھے۔

حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ جب اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور قادری والی سوات (م ۱۸۷۷ء) کے مزار پُر انوار کی زیارت کے لیے سوات تشریف لے جاتے تو سیّد محمد نور اللہ نورؔ سیال کوٹی بھی اکثر وبیش تر ساتھ ہوتے تھے۔ سید وشریف کا سفر عموماً پاپیادہ ہوتا تھا۔

آپ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح علم وفضل اور زہد وورع میں یکتائے روزگار تھے۔ چند آرا ملاحظہ فرمائیں!

- جناب زاہد حسین انجم مرتب انسائیکلوپیڈیا میں تحریر کرتے ہیں:

''نور اللہ شاہ سیّد مولوی بن مولانا سیّد چراغ شاہ (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۴۸ء) بلند

پایہ اور بے مثل شاعر پ سیال کوٹ (کشمیری محلہ) ابتدائی کتابیں مولانا سیّد میر حسن (استاد علامہ محمد اقبالؒ) آخری کتابیں اپنے بڑے بھائی مولانا سیّد محمد عبداللہ شاہ سے پڑھیں۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف گجرات کے سفر و حضر کے ساتھ تھے۔ جب حضرت قاضی صاحب بزرگان دین کے مزارات عالیہ کی زیارت کے لیے جاتے تو اکثر آپ کو شرف معیت حاصل ہوتا۔ آپ اُردو، فارسی اور پنجابی کے شاعر تھے۔ آپ کا کلام چشمہ نور کے نام سے شائع ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں ردشیعہ پر ایک کتاب ''تحفۂ شیعہ'' اندر پریس سیال کوٹ سے شائع ہوئی تھی۔ ماہ جون ۱۹۴۸ء میں آپ کا وصال ہوا اور پائین درگاہ حضرت امام علی الحق سیال کوٹ میں دفن ہوئے۔'' ۱

- ڈاکٹر سیّد سلطان محمود حسین اپنی تالیف ''اقبال کی ابتدائی زندگی'' میں تحریر کرتے ہیں:

''نور اللہ شاہ مولوی سیّد چراغ شاہ صاحب کے صاحب زادہ ہیں۔ ۱۸۶۳ء کے قریب پیدا ہوئے اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی۔ شاہ صاحب اردو، فارسی اور پنجابی میں شعر کہتے تھے۔ سیّد نور محمد قادری نے ان کی تالیف ''چشمہ نور'' ۱۹۷۹ء میں دوسری بار شائع کی۔ اس مجموعہ میں حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کی منقبت میں نور اللہ کے فارسی اردو اور پنجابی قصائد ہیں۔'' ۲

- حاجی سیّد علی اکبر شاہ ساکن جمال پور سیّداں ضلع گجرات (م ۱۹۸۴ء) مصنف ''گوہر منیر'' (حالات و تذکرہ حضرت سائیں گوہر الدین جیندھڑ شریف، گجرات):

''مولوی نور اللہ شاہ صاحب سیال کوٹ میں رہتے تھے۔ جید عالم، خوش بیان واعظ اور بلند پایہ مناظر ہونے کے علاوہ بڑے ظریف الطبع تھے۔ تقریر اتنی برجستہ ہوتی کہ سامعین اُکتاتے نہیں تھے۔ حضرت قاضی صاحب (سلطان محمود قادری) رحمۃ اللہ علیہ کو عشق الٰہی میں بڑی بے قراری رہتی تھی اور شاہ صاحب جب دیکھتے کہ طبیعت زیادہ بے قرار ہوگئی ہے تو کوئی ایسا لطیفہ سنا

دیتے تھے جس سے قاضی صاحب ہنس پڑتے اور ان کی طبیعت بحال ہو جاتی۔'' ۳

مولوی سیّد محمد نور اللہ نور کی طبیعت میں ظرافت بہت تھی۔ اس سلسلہ میں آپ کے کئی لطائف حضرت صاحب زادہ محبوب عالم قادری (م دسمبر ۱۹۸۲ء) آوان شریف، ضلع گجرات خلیفہ مجاز غوث زماں حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ (م مئی ۱۹۱۹ء) سنایا کرتے تھے۔ ایک لطیفہ ملاحظہ ہو:

''حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میانہ پورہ، سیال کوٹ میں منصف عبدالرحمٰن کے ہاں مقیم تھے۔ محفل جمی ہوئی تھی کہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت سلام ودعا کے لیے حاضر ہوئی اور جب واپس چلی گئی تو مولوی نور اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا: حضور یہ عورت سنت کی بہت پابند ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے دریافت کیا کیسے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا: اب تک چار نکاح کر چکی ہے۔ یہ سن کر حضرت قاضی صاحب مسکرا دیے اور محفل باغ و بہار ہوگئی۔'' ۴

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ، میراں بخش جلوہؔ، چودھری غلام غوث صمدانی (مصنف مثنوی صمدانی) اور حکیم خادم علی رحمۃ اللہ علیہم آپ کے ہم عصروں میں شامل تھے۔

راقم الحروف کے والد ماجد مشہور اہل قلم، محقق و نقاد سیّد نور محمد قادریؒ (۱۹۲۵ء۔ ۱۹۹۶ء) چک ۱۵/۱۵ شمالی، ضلع منڈی بہاء الدین فرماتے تھے:

''ایک دفعہ میں (سیّد نور محمد قادری) بہ غرض علاج حضرت حکیم خادم علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب انھیں معلوم ہوا کہ میں مولوی نور اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھتیجا ہوں تو مسند سے اُٹھ کر مجھے گلے لگا لیا اور دیر تک مولوی صاحب کی علمیت، شرافت اور خلوص کا ذکر فرماتے رہے۔''

مولوی سیّد نور اللہ نورؔ سیال کوٹی اولادِ نرینہ سے محروم تھے۔ ایک بیٹی سیّدہ نور فاطمہ تھیں جو حضرت سیّد رسول شاہ صاحب ساکن بڈھا گنگ، ضلع گجرات سے منسوب تھیں۔

مولوی سیّد نور اللہ نورؔ سیال کوٹی ۸۶ سال کی عمر میں ۱۹۴۸ء۔ ۱۳۶۷ھ کو سیال کوٹ

شہر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سیال کوٹ کی معروف درگاہ حضرت سیّد امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف سے ملحقہ قبرستان میں محو استراحت ہیں۔

آپ کا قطعہ تاریخ وفات صاحب زادہ فیض الامین فاروقی سیالویؒ ایم اے، مونیاں ٹھیکریاں، ضلع گجرات نے یوں کہا ہے:

"نادرِ دوراں سید محمد نور اللہ شاہ صاحب سیال کوٹی"

۱۹۴۸ء

رفت نور اللہ شاہ قدوۂ کاملاں — فاضل دین حق آں عزیز جہاں
بہترین اک محدث مناظر فقیہ — پیکر علم و حکمت بلیغ اللساں
سینہ اش روشن از حُبِ خیر الوریٰ — ذکر حق روز و شب ہر زبانش رواں
مرقدش از وجودش بشد عنبریں — بہراد گشت وا باب خلدِ جناں
گفت ہاتف سن او بفیض الامین — "مرد شیریں ادا ماہتاب زماں"

۱۳۶۷ھ

چوں بجستم نشانِ سن عیسوی
گفت "نور اللہ شاہ فخر گیتی" بداں ۵

۱۹۴۸ء

سیّد چنن شاہ نجفی

بجرانہ، گوجر خان، ضلع راول پنڈی

حضرت شاہ نور اللہ سیال کوٹی نور نور تھیں نور تے نور ہے جی
دور دور مشہور دہر اندر وچ واعظاں صدر صدور ہے جی
فاتح بدر دا بدر کمال چڑھیا شب غفلت اندر پردہ دور ہے جی
حضرت ابوترابؓ دا لال سچا سارے وچ پنجاب مشہور ہے جی
تیری ذات مظہر صفات ربی کراں صفت میں کی مقدور ہے جی
چنن سخی سلطان آوان بچے ہتھوں بخش جو کجھ قصور ہے جی ۶

میلاد النبی کے اجلاس میں خطاب

۱۶؍جنوری ۱۹۱۶ء کو محلہ بٹہ سکے زئیاں میں مولوی امام الدین مرحوم کے گھر میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیسرا اجلاس ہوا۔ جس میں مولوی سیّد محمد نور اللہ شاہ نور نے بھی شرکت کی۔ ہفت روزہ ''سراج الاخبار''، جہلم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

''۱۶؍جنوری ۱۹۱۶ء کو محلہ ٹبہ سکے زئیاں میں برمکان مولوی امام الدین صاحب مرحوم وکیل منعقد ہوا۔ زیرسرپرستی حاجی سیّد صوفی پیر صادق علی شاہ صاحب علی پوری حضرت مولوی سید نور اللہ شاہ سیال کوٹی دامت برکاتہم نے میلاد سرور کائنات ﷺ خلاصۂ موجودات مدلل تقریر میں ڈیڑھ گھنٹہ تک بیان کیا۔'' ۷

تحفۂ شیعہ

۲۶ محرم ۱۳۲۸ھ/ فروری ۱۹۱۰ء کو موضع فنڈر، ضلع سیال کوٹ میں علمائے اہل سنت وجماعت اور شیعہ علما کے درمیان اختلافی مسائل پر ایک مناظرہ کی روداد مولوی سیّد محمد نور اللہ نورؔ سیال کوٹی بن مولوی سیّد محمد چراغ شاہ سیال کوٹی نے مرتب کی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے مناظر رئیس المتکلمین حافظ محمد سلطان صاحب سیال کوٹی (امام مسجد کلاں کشمیریاں، سیال کوٹ شہر) اور معاون مناظر صمصام اہل سنت مولوی سیّد محمد غوث صاحب (سکھو چک، ضلع گورداس پور) تھے، جب کہ شیعوں کی طرف سے مناظر مولوی باقر علی بٹالوی اور معاون مناظر مولوی محمد علی لاہوری تھے۔ مجلس مناظرہ میں طرفین کے کثیر علما شامل تھے، جب کہ عوام کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

مناظرے کے انعقاد کی تاریخ کا قطعہ حکیم مولوی غلام حسین قریشی ساکن ساہووالا، ضلع سیال کوٹ نے تحریر کیا، جو خود مناظرہ میں شریک تھے۔

اِستفتا

مسئلہ: مرسلہ مولوی سیّد نور اللہ شاہ صاحب از سیال کوٹ، محلّہ کشمیری

زید نے ہندہ کو اس کے شوہر سے اپنے بیٹے کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے طلاق دلائی مگر ہندہ نے طلاق کے وقت کہہ دیا تھا کہ میں تیرے بیٹے کے ساتھ نکاح نہ کروں گی تو زید نے کہا تھا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ نکاح کروں گا۔ بعد طلاق زید نے اپنے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہا تو ہندہ بھاگ گئی تو زید ہندہ کو جبراً دوسرے موضع میں پکڑ کر لے گیا اور چنداً اپنے معاون جمع کر کے نکاح خواں کے رجسٹر پر زبردستی ہندہ کا انگوٹھا بلا نکاح ہونے کے لگوا دیا۔ ان آدمیوں میں سے دو سے جب پوچھا گیا تو کہا کہ ہمارے سامنے نکاح نہیں ہوا جبراً انگوٹھا رجسٹر پر لگوایا گیا تھا۔ ہندہ پھر بھاگی تو زید نے دعویٰ کیا۔ وہ دعویٰ کچہری سے خارج ہو گیا، نکاح ثابت نہیں ہوا۔ اس کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئلہ میں نکاح کے رجسٹر پر محض انگوٹھا لگا لینے سے نکاح نہ ہوگا تاوقتے کہ شاہدین کے روبہ رو زبان سے ایجاب یا قبول نہ ہو۔ اگرچہ بہ جبر و اکراہ ہی سہی کہ مکرہ کا نکاح بالقول صحیح ہوتا ہے نہ بالفعل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۸

مرثیہ

حضرت مولوی فقیر محمد جہلمی کی دختر مہتاب بیگم کی رحلت ۱۸۸۹ء پر مولوی سیّد نور اللہ شاہ نے ۱۸/اشعار پر مشتمل مرثیہ تحریر کیا۔ مکمل مرثیہ تو دستیاب نہیں ہو سکا، صرف دو شعر ملے ہیں، جن کو ہفت روزہ ''سراج الاخبار''، جہلم ۴ جولائی ۱۸۹۲ء صفحہ ۷ پر نقل کیا گیا ہے:

مرثیہ مہتاب بیگم دختر مولوی فقیر محمد جہلمی

ہوئی نور کو فکر تاریخ رحلت ۔۔۔ تو بولا یہ دل جو سدا پُر فغاں ہے

سرِ ''درد'' سے ہائے مہتاب بیگم ۔۔۔ ہوئی ''غرقہ بحہ انتنان'' ہے ۹

۴ + ۱۸۸۵ = ۱۸۸۹ء

تاریخ انتقال حسرت مآل

علامہ زمان فہامہ دوراں مجمع فضائل وفواصل ممدوحِ اماجد واماثل

مولانا مولوی غلام احمد صاحب مرحوم مغفور

مدرّسِ اعظم دار العلوم نعمانیہ، لاہور

اے دل گرفتم ایں کہ غنی و تونگری — قاروں صفت خزینہ پُر از زرِ جعفری
با مال و احتشام و بہ اقبال و منزلت — سلطان ہفت کشور ہمچوں سکندری
آں دم کہ جاں کشد زتنت گر بہ اجل — عاجز ترا از کبوتر و از موش کمتری
حیف آں غلام احمد علامہ جری — حالش بہ چشم عبرت شاید کہ بنگری
کآں فاضل یگانۂ دورانِ خویشتن — بر چرخِ اشتہار چو خورشید خاوری
آں مرجع و مآلِ فتاویٰ و واقعات — آں مبدا و معادِ سرانِ سخنوری
سحبانِ علم وفضل چونعمان بہ زہد وورع — در عرصۂ فصاحت سعدی و انوری
شکل چہارمین بر طبعش چو اولین — اقلیدس و مجسطی کاریش سرسری
معمور بود مدرسہ نعمانیہ ازو — چوں باغ برومیدہ بہ گل ہائے عبہری
از .... رات حکمتش — صد ...... تنفیض چو شیخ و زمخشری
با سادگی وضع تواں گفتنش گول — با سادہ لوح و نادان دہقان و چوہدری
لیکن گہ سخ زرِ قلب معاصران — می کرد آشکار چو صراف و جوہری
پیکِ اجل رسید بسویش چو ناگہاں — آں شوکتش نہ ماند نہ شان و تبختری
افسوس رفت یک بہ یک آں آفتابِ علم — صد حیف شد ز دیدہ نہاں حوریا پری

تتمہ

افسوس گنج مال بتاراج بردہ اند | گل رفت و ماند باقی خار ستم گری
تشنا عظیم رتبہ لسلش بہ زندگی | اے دل بحال زار کہ یاد آوری
شہباز رفتہ باز محال است نزد عقل | کاز حیلہ و بہانہ مگر باز آوری
جز صبر و شکر نیست چو ایں درد را دوا | آں بہ کہ تو ردستِ دعا گر بگستری
یارب طفیل ذات کریم الصفات خویش | یا رب بہ آں شفیع اُمم روزِ داوری
یا رب بہ چار یار و شہیدانِ کربلا | یا رب بہ مخلصانِ تو از لوث ہا بری
رشحات فضل و رحم جناں ریز بر سرش | کارد دُرونِ چشمہ جودت شناوری
تاریخ انتقال بہ پایاں جستجو | گفتا خرد کہ ''یافت بفردوس سروری''

۱۳۲۵ھ

چوں خواستگار مغفرت کردگار بود
زاں ''مغفرۃ'' سزد کہ سن فوت بشمری

۱۳۲۵ھ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ وَسَکِّنْہُ فِی الْجِنَانِ وَافِضْ عَلَیْہِ سِجَالَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَۃِ وَالْغُفْرَانِ (مِنَ الْھِجْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ) قَدْ نُمِقَ تَاسِعَ شَوَّالِ سَنَۃَ ۱۳۲۵ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ وَاَلْفٍ وَّثَلٰثَۃِ مِائَۃٍ.

نوٹ

انجمن نعمانیہ، لاہور کی طرف سے تحریر کیا گیا ہے:
''ذیل میں تاریخ وفات مولانا مولوی غلام احمد صاحب مرحوم سابق صدر مدرّس دار العلوم انجمن نعمانیہ، لاہور درج کی جاتی ہے، جو انجمن کو ایام جلسہ ہی میں مرسلہ سیّد نور اللہ شاہ صاحب سیال کوٹی معرفت منشی میراں بخش صاحب جلوہ وقائع نگار سیال کوٹ وصول ہوئی ہے۔'' ۱۰

حضرت مولوی سیّد محمد نور اللہ شاہ سیال کوٹی کی باتیں
حافظ مولانا محمد فاضل قادری ڈھانگری (میر پور) کی زبانی

۱۔ شہنشاہِ گجرات شیخ المشائخ حضرت کبیر الدین المعروف بابا شاہ دولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کے متعلق حضرت مولانا حافظ نور اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا تھا کہ پہلے بلند چبوترہ ''مربع شکل کا تھا'' اس میں قبر مبارک تھی اور بہت گہرائی میں تھی۔ ہم نے بہ مشکل جسم مبارک کی زیارت کی اور پھر چبوترہ کو پست کر کے قبر مبارک کا نمونہ بنایا گیا اور جسم مبارک پہلے ہی مقام پر رہا اور چہرہ انور سے نورانی شعائیں چمک رہی تھیں اور جوانوں کے چہرہ میں جیسا خون ہوتا ہے ویسے ہی دکھائی دیتا تھا۔

۲۔ حضرت مولانا حافظ محمد نور اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا کہ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حضور میں حاضر ہونے سے پہلے حضرت حافظ شمس الدین صاحب گلیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ عرصہ رہا۔ بعد سرکار آوان شریف رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوا اور اس درِ اقدس پر جوانی اور بڑھاپا کو قربان کیا۔ فرماتے تھے کہ حافظ صاحب گلیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف قبور کا یہ حال تھا کہ جس مزار پر تشریف لے جاتے قلم کاغذ تیار کر لیتے اور صاحب مزار سے ہم کلام ہوتے اور لکھتے جاتے کہ ان کا یہ اسم گرامی ہے، فلاں زمانہ میں ہوئے ہیں۔

۳۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سیال کوٹ شہر کے مزارات طیبات کی حاضری دیتے رہتے اور آگے آگے بڑھتے جاتے۔ حضرت مولانا حافظ نور اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہم راہ تھے۔ آپ فرماتے کہ شاہ صاحب کچھ پتہ چلا ہے، تو شاہ

صاحب یوں عرض کرتے کہ یہ پٹھان ہیں۔ ہینگ کی بو آتی ہے۔آپ فرماتے: شاہ صاحب! یوں مت کہو، یہ بے ادبی ہے۔

پھر ایک مزار پر آپ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہوئے تو شاہ صاحب کو فرمایا کہ میری پیٹھ کے پیچھے بیٹھو۔ شاہ صاحب بیٹھ گئے، جب آپ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب کچھ پتہ چلا ہے؟ شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضور جو آپ نے ان سے باتیں کی ہیں وہ بھی میں نے سُن لی ہیں اور جو صاحب مزار نے آپ سے کی ہیں وہ بھی میں نے سن لی ہیں۔

۴۔ ایک مرتبہ آوان شریف قبلہ عالم حضرت ثانی مولانا قاضی محبوب عالم صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ گول کمرہ میں جلوہ گر تھے۔ کافی سنگیوں کا حلقہ تھا۔ حضرت مولانا حافظ نور اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے سرکتے سرکتے آگے بڑھے تاکہ حضرت صاحب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک کو ہاتھ لگاؤں تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پنڈلی مبارک کو سمیٹ لیا، تاکہ ہاتھ نہ لگائیں، تو شاہ صاحب بول پڑے کہ حضرت میری تمنا دلی کو تو پورا فرما دیں کہ مجھے تازیست افسوس رہے گا۔

۵۔ ایک مرتبہ سرکار حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ لنگر خانہ کے صحن میں کرسی پر جلوہ گر تھے کہ شاہ صاحب تشریف لائے تو قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور دوسری کرسی منگوا لی اور شاہ صاحب کو بٹھایا۔ شاہ صاحبؒ الامر فوق الادب کے مقولہ کے مطابق بیٹھ گئے۔

۶۔ ایک مرتبہ لنگر خانہ کے صحن میں عرس مبارک کے دنوں میں صفوں پر سنگی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شیریں زبان سے یوں ارشاد فرمایا کہ سنگیو گندم کی روٹی خوب چبا چبا کر کھائیں۔ اس نے ہمارے بابا کو جنت سے باہر نکالا تھا۔ تمام سنگی ضحک میں مبتلا ہو گئے اور شاہ صاحب کو داد دینے لگے۔

۷۔ ایک مرتبہ آوان شریف گاؤں والی مسجد میں احباب عرس شریف پر آئے ہوئے تھے

پرانے وقت میں گاؤں والی مسجد ہی تھی۔ حضرت مولانا سیّد حافظ نوراللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو احباب عرض کرنے لگے کہ آپ پرانے سنگیوں میں سے ہیں تقریر فرماؤ۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوش طبعی سے یہ جواب دیا کہ میں تقریر نہیں کروں گا۔ جب احباب نے اصرار کیا تو فرمانے لگے ''کہ چودھری غلام غوث صاحب اس وقت افسر مال تھے'' کہ چودھری صاحب میرا گھوڑا بنیں۔ میں ان کے کاہندوں پر بیٹھ کر تقریر کروں گا۔ چودھری صاحب فوری طور حاضر ہوئے اور بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کاہندوں پر بیٹھ گئے اور تقریر فرمانے لگے۔ بیس پچیس منٹ تقریر فرمائی اور پھر دعائے خیر کردی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احباب بے حد ادب واحترام وحکم بجالاتے۔

۸۔ احقر ایک مرتبہ وزیر آباد اسٹیشن پر بیٹھا ہوا تھا۔ غالبًا لائل پور سے آیا تھا اور گجرات شریف آنا تھا کہ حضرت سید محمد شاہ صاحب فاتح دیوبند سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی سیال کوٹ کے رہنے والے تھے۔ بیان کرنے لگے کہ میں نے اکثر کتابیں درسیہ غریب نواز سرکار رحمۃ اللہ علیہ آوان شریف کے ایک مخلص علامہ مرید تھے ان سے پڑھی ہیں۔ پھر بیان کیا کہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ آوان شریف کی حضور میں مفتی محمد عبداللہ ریاست ٹونک والے بھی بیعت کیلئے حاضر ہوئے۔ غریب نواز سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ نحیف البدن، کم زور اور نازک مزاج ہیں۔ آپ کسی امیر فقیر سے بیعت کریں کہ آپ کو مجاہدوں سے بچائے رکھے۔ یہاں تو عشق الٰہی کی بھٹی گرم ہے، غریت کو فنا کر دیتی ہے۔

اور پھر یہ بات بھی بیان کی کہ ایک مولانا صاحب بیعت کے لیے تشریف لائے تو آپ نے ان کو ارشاد فرمایا کہ شہیدوں کی مزارات پر تشریف لے جاؤ۔ وہ چلے گئے۔ آوان شریف کے قریب ہی وہ مزارات ہیں۔ رات گزارنے کے بعد وہ واپس آئے تو حضور سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صاحب مزارات نے ان کے عقیدہ کو خوب مضبوط کیا ہے اور بدعقیدگی کی بیخ کنی کردی ہے، اب یہ قابل بیعت ہیں۔ ۱۱

حواشی

۱۔ اُردو انسائیکلو پیڈیا (جلد دوم)، نگران زاہد حسین انجم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۸ء
۲۔ اقبال کی ابتدائی زندگی: ڈاکٹر سلطان محمود حسین، طبع اوّل، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۶ء
۳۔ گوہر منیر، قلمی حاجی سید علی اکبر شاہ، مملوکہ حاجی سیّد منظور حسین، جمال پور سیداں، گجرات
۴۔ قطب العارفین: سیّد نور محمد قادری، اسلامک میڈیا سنٹر، لاہور، ۲۰۱۶
۵۔ مکتوب صاحب زادہ فیض الامین فاروقی بہ نام سیّد محمد عبداللہ قادری، ۲۰ جون ۲۰۰۷ء
۶۔ سید چنن شاہ نجفی حیات وفن، مقالہ نگار سید اخلاق حسین شاہ ایم فل، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ص ۲۲، غیر مطبوعہ
۷۔ ہفت روزہ ''سراج الاخبار''، جہلم، ۱۶ر جنوری ۱۹۱۶ء
۸۔ الفقیہ، امرتسر، صفحہ ۹ دسمبر، سن ندارد
۹۔ سراج الاخبار، جہلم، ۴ جولائی ۱۸۹۲ء
۱۰۔ مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری بہ نام سیّد نور محمد قادری، ۲۶ جولائی ۱۹۸۷ء
۱۱۔ مکتوب مولانا حافظ محمد فاضل قادری، ڈھانگری شریف بہ نام سیّد محمد عبداللہ قادری، ۱۷ر صفر المظفر ۱۴۰۹ھ/ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء، جمعۃ المبارک

حضرت سیّد رسول شاہ صاحب علیہ الرحمہ
(داماد سیّد نور اللہ شاہ)

حضرت سیّد رسول شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸۷۹ء کے لگ بھگ ساکن بڈھا گنگ ضلع گجرات میں حضرت سیّد گوہر علی شاہ صاحب علیہ رحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی مزید تعلیم کے لیے سیال کوٹ تشریف لے آئے اور پھر سیال کوٹ کے ہی ہو کے رہ گئے۔ حکیم محمد شفیع سے فن طب میں عبور حاصل کیا۔

انجمن اسلامیہ سیال کوٹ سے منسلک ہو گئے۔ انجمن کے یتیم خانہ کے منیجر رہے۔ اسلامیہ سکول میں اسلامیات اور فارسی کے استاد تھے۔ انجمن کی مسجد میں پیش امام اور عید گاہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۵۸ برس تک انجمن سے وابستہ رہے۔ ۲۹ نومبر ۱۹۵۹ء کو انجمن سے سبک دوش ہو گئے۔ انجمن کے معزز اراکین اور صدر انجمن خواجہ حاکم دین صاحب نے آپ کے لیے تاحیات ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔

حج بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت سے بھی شرف یاب ہوئے۔

۲۸ جون ۱۹۶۴ء کو بہ عمر ۸۵ برس رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولوی سیّد محمد نور اللہ نور سیال کوٹی کی صاحب زادی سیّدہ نور فاطمہ سے شادی ہوئی۔ آپ کی چھ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔

بیٹیاں: سیّدہ سکینہ، سیّدہ صغریٰ، ڈاکٹر سیّدہ رشیدہ، سیّدہ صفیہ، سیّدہ حمیدہ، سیّدہ محمودہ

بیٹے: سیّد بشیر حسین، سیّد نذیر حسین

پوتے: سیّد زاہد حسین، سیّد ساجد حسین، ابنائے سیّد بشیر حسین (م ۲۵ نومبر ۱۹۸۶ء)

ڈاکٹر سیّد علی عثمان، سیّد وجیہ الحسن، ابنائے سیّد نذیر حسین (۲۵ راکتوبر ۱۹۸۴)

سیّد رسول شاہ اور ان کے دونوں صاحب زادے ''خانقاہ سہریاں والی'' سیال کوٹ شہر میں دفن ہیں۔

انجمن اسلامیہ سیال کوٹ سے وابستگی

ماخوذ از تاریخ انجمن اسلامیہ سیال کوٹ، مؤلف ایم یوسف قمر، مطبوعہ ۱۹۶۶ء

سالانہ جلسہ ۱۹۰۶ء میں تاریخ انجمن اسلامیہ سیال کوٹ کے زیر اہتمام ہوا۔ جلسہ کے منتظم اعلیٰ مولوی محمد شفیع عین جلسہ کے موقع پر طاعون میں مبتلا ہو گئے۔ جلسہ کا باقی انتظام سید رسول شاہ نے چند دوسرے کارکنوں کی مدد سے انجام دیا۔ (ص ۱۳)

انجمن مدرسہ القرآن کا قیام کام کی نوعیت کا تقاضا تھا کہ اس کو زیادہ وسیع اور پائیدار بنایا جائے چناں چہ کافی غور وفکر اور صلاح مشورہ کے بعد انجمن مدرسۃ القرآن کے نام سے ۱۹۰۷ئے میں ایک مجلس قائم کر دی گئی۔ جس کے پہلے پریذیڈنٹ حاجی میاں غلام علی اور سیکرٹری قاضی علی احمد مقرر ہوئے۔ سیّد رسول شاہ یتیم خانہ کے ناظم بنائے گئے۔ انتظامیہ کمیٹی میں حسب ذیل حضرات کا انتخاب کیا گیا:

بابو میراں بخش اسسٹنٹ کمشنر (پینشنر)، چودھری سلطان محمد خاں بیرسٹر ایٹ لا، شیخ پیر ماہی، میاں اللہ دین سوداگران چرم، مستری فتح محمد ڈیوڑا، بابو امام دین اکاؤنٹنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ، شیخ ظہور الٰہی بی اے ایل ایل بی، آغا محمد باقر خان آنریری مجسٹریٹ، میاں نبی بخش بزاز، مستری عزیز دین، میراں بخش جلوہ، ڈاکٹر امام دین اور میاں اکبر علی۔ (ص ۱۴-۱۵)

سیّد رسول شاہ کی گراں قدر خدمات کا سب سے زیادہ طویل زمانہ ہے۔ آپ کم وبیش ۸۵ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۶۰ء تک یعنی اٹھاون سال انجمن سے وابستہ رہے۔ پہلے یتیم خانہ کے منیجر کی حیثیت سے کام کرتے رہے پھر اسلامیہ سکول میں آپ کو دینیات کا مدرس متعین کیا گیا۔ اس کے علاوہ عیدگاہ میں امامت کے فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ انجمن کی۔ مسجد میں خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے چناں چہ زندگی کے آخری ایام تک اسی پاکیزہ ماحول میں مصروف عمل رہے۔ حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بھی مشرف تھے۔" (ص ۱۷-۱۸)

قاضی علی احمد صاحب بعض ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے ۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء کو عہدہ سیکرٹری

سے مستعفی ہو گئے تھے۔ ان کی جگہ عارضی طور پر سید رسول شاہ کو سیکرٹری بنایا گیا مگر جلد ہی ماسٹر محمد کرم الٰہی وکیل کو انجمن کا سیکرٹری مقرر کر دیا گیا۔ (ص ۱۸)

بہ طور پیش امام

سید رسول شاہ پرشین ٹیچر کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو چکے تھے۔ انجمن کی مسجد میں آپ کو بہ طور پیش امام مقرر کر دیا گیا۔ خواجہ محمد شفیع رشید کی تجویز پر ان کو انجمن فنڈ کی بجائے مسجد فنڈ سے تنخواہ دینا منظور کیا گیا۔ (بہ حوالہ کارروائی ۲ جون ۱۹۶۶ء) (ص ۶۹)

سید رسول شاہ صاحب کو خراج تحسین

پیش ترازیں کئی بار لکھا جا چکا ہے کہ سید رسول شاہ انجمن کے بانیوں میں سے تھے۔ ساری عمر انجمن کی ترقی کے لیے کام کرتے رہے۔ اسی چار دیواری میں بال سفید ہوئے اور جوانی سے بڑھاپا آیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۰ برس کے قریب ہو چکی تھی۔ ضعیف العمری اور معذوری کا دور تھا۔ آپ کی خواہش کے مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۵۹ء کو جب کے آپ انجمن کی مسجد میں بہ طور پیش امام اور انجمن کے دفتر میں بہ طور محرر خدمات سرانجام دے رہے تھے سبک دوش کر دیا گیا۔ اس موقع پر مجلس منتظمہ کے معزز اراکین اور صدر انجمن خواجہ حاکم دین صاحب کی طرف سے آپ کی پچاس سالہ بیش بہا خدمات پر زبردست خراج تحسین ادا کیا گیا اور قبلہ شاہ صاحب کے لیے تاحیات ۵۰ روپے ماہوار کا وظیفہ اعتراف کے طور پر یکم نومبر ۱۹۵۹ء سے دینا منظور کیا گیا تاکہ بقیہ عمر آپ پورے سکون و دل جمعی کے ساتھ یاد الٰہی میں بسر کر سکیں۔" (ص ۹۴-۹۵)

تحفۂ شیعہ

تالیف

مولوی سیّد نور اللہ شاہ نورؔ سیال کوٹی

مرتب

سیّد محمد عبداللہ قادری

کتب خانہ ابن عبداللہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں کند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامدًا و مُصلیًا و مسلمًا

اما بعد… ہر خاص و عام پر بہ ذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ سید چھباں شاہ ساکن موضع قندر جناب مولوی حافظ محمد سلطان و جناب مولوی سید نور اللہ شاہ کی خدمت میں ۱۲ / ماہ پوہ ۱۹۶۶ بکرمی کو حاضر ہو کر بیان کیا کہ ہمارے گاؤں میں بعض اشخاص گروہ شیعہ میں سے ہم کو کہتے ہیں کہ تمہارا مذہب یعنی اہل سنت کا باطل ہے اور ہمارا مذہب حق ہے اور کئی برائیاں اہل سنت کے مذہب کی بیان کرتے ہیں اور ہم لوگ بے علم ہیں لہٰذا نمبرداران موضع قندر و موضع بہادر خاں وغیرہ نے مجھ کو آپ صاحبوں کی خدمت میں روانہ کیا ہے واسطے تحقیق مذہب حق اور فیصلہ کرنے مسائل متنازعہ فی مابین اور ہمارے اور ان کے درمیان یہ فرمایا ہے کہ ۱۵ / ماہ پوہ کو ہم کوئی اپنا عالم لائیں گے اور تم بھی اسی تاریخ میں کوئی اپنا عالم لے آؤ۔ لہٰذا آپ صاحبان کو چاہیے کہ میرے ساتھ ہمارے گاؤں میں اس کام کے لیے تشریف لے جائیں۔

چناں چہ دونوں مولوی صاحبان مذکورین ۱۴ / ماہ پوہ کو موضع بہادر خان میں وارد ہوئے اور پندرہ ماہ مذکور کو ۹ بجے کے قریب دونوں صاحب معہ صاحب زادہ صاحب عادل شاہ ساکن چورہ شریف جو پیشتر وہاں آئے ہوئے تھے میدان میں نکل کر واسطے مناظرہ کے گروہ شیعہ کو بلایا، مگر ان میں سے کوئی نہ آیا۔ پس تینوں صاحبوں نے یکے بعد دیگرے یعنی مولانا مولوی حافظ محمد سلطان صاحب و مولوی سید نور اللہ شاہ صاحب و حضرت عادل شاہ

صاحب مذہب شیعہ کا بطلان اور اپنے مذہب کا حق ہونا بادلائل لوگوں کو سنایا۔ پس ظہر کے قریب اسمٰعیل سر گروہِ شیعان موضع فنڈر مجمع مسلمین میں آکر ایزاد تاریخ مناظرہ کا خواہاں ہوا اور عذر کیا کہ آج ہماری طرف سے کوئی مناظر نہیں آسکا، معاف فرمادیں۔ پس صاحب زادہ صاحب مذکور نے اس سے دریافت کیا آج والے وعدہ سے آپ لوگ خلاف کر کے کاذب ٹھہرے ہیں یا نہیں؟ اول تو وہ اپنے خلاف وعدگی و کاذب ہونے سے انکار کی صورت میں ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ مگر آخر کو جب قرآن شریف اس کے سر پر رکھ کر اس سے دریافت کیا گیا تو وہ مقر ہوا کہ بے شک ہم لوگ آج والے وعدہ سے جھوٹے ہو گئے ہیں۔

الغرض بعد خط و کتابت فیما بین اور گفتگو بہت کے ۲۶ ماہ محرم ۱۳۲۸ھ مناظرۂ ثانیہ کے لیے تاریخ مقرر کی گئی اور دو مسئلہ متنازعہ فیہا قرار پائے:

اول

یہ کہ شیعہ لوگ اصحابِ ثلاثہ کا کافر ہونا -نعوذ باللہ من ذلک- ثابت کریں گے اور اہل سنت ان کا مومن کامل الایمان ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچائیں گے۔

دوم

فدک کے مقدمہ میں بابت غصب اور عدم غصب اس کے کی تحقیق کی جائے گی۔

اور مناظرہ کے لیے چند شروط بھی قید تحریر میں آئے، جن میں سے دو شرطیں بڑی یہ تھیں:

(۱) یہ کہ محل استدلال میں آیات قرآن مجید اور کتب مسلمہ فریق مخالف کی عبارات پیش کرنی ہر فریق کا ذمہ ہوگا۔

(۲) یہ کہ ہر فریق اپنے مذہب کی کتابیں فریق ثانی کو مناظرہ کے وقت بہ مجرد طلب کرنے اس کے' کو دے گا۔

چناں چہ یہ سب کچھ قید تحریر میں آکر اور بانیان کے انگوٹھے تحریروں پر لگا کر وہ تحریریں ایک دوسرے کے حوالے کی گئیں، تاکہ حاجت کے وقت کام آئیں۔

غرضے کہ حسب استدعا مولوی نور اللہ شاہ صاحب و مولوی صاحبان اہل سنت جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں تشریف لا کر باعث افتخار جلسہ مناظرہ ہوئے:

- رئیس المتکلمین حافظ محمد سلطان صاحب سیال کوٹی
- صمصام اہل سنت مولوی سیّد محمد غوث صاحب، سکھو چک، ضلع گورداس پور
- مولوی حافظ محمد سعید صاحب، باجڑہ
- مولوی سیّد گلاب شاہ صاحب، گلانوالہ
- حکیم مولوی غلام حسین صاحب، ساہو والہ

علاوہ ان کے حسن اتفاق سے مولوی محمد سلیمان از گھوکا، مولوی انور شاہ سبز پیری، مولوی غلام قادر صاحب چک پنڈوریاں بارو غیرہ وغیرہ بھی رونق افروز ہوگئے۔

فریق مخالف کی جانب سے مولوی باقر علی صاحب مجتہد بٹالوی و حکیم محمد علی لاہوری وغیرہ وغیرہ آگئے۔

ہر دو فریق نے مناظرہ کے لیے اتفاق رائے سے ایک نہایت وسیع میدان تیار کیا، جس میں اہل سنت و جماعت تو ۹ بجے دن کے حاضر ہوئے، مگر اہل تشیع کے دلوں پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ بہ صد مشکل ۱۲ ربجے کے قریب پہنچے۔ چوں کہ فریقین سے شرائط مناظرہ میں پہلے ہی مقرر ہو چکا تھا کہ گفتگو صرف اصحاب ثلاثہ و باغ فدک کے متعلق ہوگی۔ علمائے شیعی ان حضرات کے ارتداد و کفر کا بین ثبوت دیں گے اور اہل سنت بہ دلائل قاطعہ ان کا ایمان دار اور صحابی ہونا روزِ روشن کی طرح ظاہر کریں گے۔ ثبوت میں قرآنی آیات و کتب مسلمہ خصم پیش ہوں گی۔ فریق مغلوب کو فریق غالب کے مذہب کا اتباع لازم ہوگا اور مغلوب وہی سمجھا جائے گا جو جواب دینے سے عاری ہو جائے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولوی محمد سلطان صاحب اور معاون ان کے مولوی محمد غوث صاحب تھے اور اہل شیعہ کی طرف سے مناظر مولوی باقر علی صاحب بٹالوی اور ان کے معاون مولوی محمد علی لاہوری تھے اور ہر مناظر کی تقریر کا ۳۵ منٹ وقت مقرر کیا گیا تھا۔ الغرض خط و کتابت تو مولانا مولوی سیّد نور اللہ شاہ صاحب کے ساتھ

تھی۔ شاہ صاحب کے سپرد کئی کام تھے۔ کتابوں کا لانا یعنی جو فہرست دوسرے فریق نے دی تھی کہ اپنے پاس سے اہل سنت دیں، جس سے شیعہ لوگ ثلاثہ کا کافر ہونا ثابت کریں گے۔ یہ کام بڑا دشوار تھا جہاں جہاں پتہ ملا لاہور، امرتسر، گجرات سے بہت تکلیف اٹھا کر بہم پہنچائیں اور جو جو کتاب حافظ صاحب کے پاس تھی وہ بھی لی گئی۔

الغرض جب گروہ اہل شیعہ میدان مناظرہ میں آ کر فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے لگے تو مولوی حافظ محمد سلطان صاحب نے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا اور پابندیِ وقت کی ضرورت بیان فرمائی۔ جس کے جواب میں باقر علی صاحب نے کہا کہ وقت کی پابندی کا حکم کس آیت سے ثابت ہے۔ جناب مولوی حافظ محمد سلطان صاحب نے فرمایا: نماز اور روزہ اور احکام دین میں کیوں پابندی وقت حکم خداوندی سے ملحوظ رکھی گئی ہے۔ بعد اُس کے اس کے جواب میں مولوی سید محمد غوث صاحب سکھو چکی نے کہا کہ آپ وقت کی پابندی پر کیوں اصرار کرتے ہیں حالاں کہ اس کے سوا مناظرہ ہونا محال ہے۔ باقر علی نے کہا کہ میں آپ سے بات نہیں کرتا۔ مولوی سیّد محمد غوث صاحب نے پوچھا: کیوں صاحب مجھ سے بات کرنے کی ممانعت کس آیت سے نکلتی ہے، ذرا بیان تو فرمائیں! باقر علی حیران ولاجواب ہو گئے۔

اہل سنت وجماعت کا مجمع ۸ ہزار سے کم نہ ہوگا۔ گروہ شیعہ کی تعداد کا صحیح طور پر اندازہ معلوم نہیں۔ میدان مناظرہ میں مہاراج جموں کی جانب سے پولیس و رسالہ کے سپاہی وانسپکٹر و تحصیل دار وغیرہ افسران پولیس نے قابل تحسین انتظام کیا ہوا تھا کہ سوائے مناظر ومعاون کے جانبین سے کسی کو گفتگو کرنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ پس حافظ صاحب نے فرمایا کہ جس مسئلہ کے متعلق گفتگو مقرر ہو چکی ہے اسی کا ذکر کرنا چاہیے۔ تو مولوی باقر علی شیعی نے اصحاب ثلاثہ کے کفر وارتداد پر تقریر شروع کی جو ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ حضرات باانصاف اس تقریر سے مولوی باقر علی کی علمی لیاقت کا خود ہی اندازہ کر لیں گے کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دعویٰ کس کو کہتے ہیں اور دلیل کس جانور کا نام ہے۔

تقریر باقر علی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا کَانُوْا مَعَهٗ عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ. (النور:٦٢)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں ایمان دار وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب ہوتے ہیں ساتھ اس کے اوپر کسی کام جمع ہونے والے کے نہیں جاتے جب تک نہ اجازت لیں اس سے۔

سوچوں کہ اصحاب ثلاثہ جنگ اُحد وخیبر میں سے بھاگ گئے، اس لیے وہ ایمان دار نہ رہے۔ ہاں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں ثابت قدم رہ گئے تھے اور کافروں پر بڑے زور وشور سے ذوالفقار کو ہاتھ میں لیے ہوئے حملہ پر حملہ کر رہے تھے، یہاں تک کہ خدا نے ان کی تعریف میں فرمایا: ع

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

۱۔ مولوی باقر علی صاحب کا آیت انما المؤمنون الذین الخ پڑھ کر اس کی تفسیر میں شروع تقریر میں یہ فرمانا کہ چوں کہ اصحاب ثلاثہ جنگ میں سے معہ جملہ اصحاب کے سوائے حضرت علیؓ کے حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے لہٰذا وہ سب کافر ہوئے اور پھر اخیر تقریر میں...... مثل مقداد وسلمان وغیرہ کا نام لے کر فرمانا یہ چار پانچ ایمان دار تھے باوجودے کہ یہ دونوں قول اُن کے آپس میں متناقض ہیں، مخالف ہیں اس حدیث امام جعفر صادق کے جو حضرات شیعہ کے معتبر کتاب ''خصال'' میں مرقوم ہے۔ وھو ھذا:

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنا عشر الفا ثمانیۃ الاف من المدینۃ الخ

تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قاری اور مرجی اور معتزلی اور صاحب رائے، رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الٰہی قبض کر لے ہماری روح پہلے اس روٹی کھانے سے۔ (سیّد نور اللہ)

حضرت رسول خدا ﷺ باوجود اس کے کہ آپ کا خلق مبارک عظیم تھا۔ جیسا کہ آیت اِنَّکَ عَلٰی خُلُقٍ عظیم سے ظاہر ہے، لیکن پھر بھی ثلاثہ پر سخت ناراض اور خفا ہوئے۔ چناں چہ انھی کی کتابوں میں لکھا ہے۔ دیکھو ''روضۃ الصفا'' اور ''حبیب السیر'' اور ''تاریخ ابوالفدا'' وغیرہ۔ غرض اس آیت سے ثلاثہ کا کفر ثابت ہے۔

تیسری آیت سورۃ منافقون میں ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یَشْھَدُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ.

یعنی زبانی تو منافق لوگ یہی کہتے تھے کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔

مگر خدا فرماتا ہے:

یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ. (آل عمران:۱۶۷)

یعنی یہ لوگ اصحاب ثلاثہ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔

مطلب یہ کہ خلفائے ثلاثہ کا ایمان منافقانہ تھا۔ ۱

۱- ''احتجاج'' طبرسی میں لکھا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ

لَسْتُ بمنکر فضل ابی بکر ولستُ بمنکر فضل عمر ولکنَّ ابابکر افضل من عمر.

میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی فضیلتوں سے انکار نہیں کرتا، لیکن ابوبکر عمر فاروق سے افضل ہیں۔

پس ان روایتوں اور ہزار مثل اس کے اور روایتوں سے جن کو ہم دوسری کتابوں میں نقل کریں گے حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان اور فضیلت میں کون شک کر سکتا ہے۔ پس یہ دعویٰ کہ ابوبکر صدیق باطن میں معاذ اللہ کافر تھے' خود علمائے شیعہ اور ائمہ کبار کی احادیث سے باطل ہوا اور اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو وہ تفاسیر اور احادیث امامیہ کو دیکھے، باوجود اس عناد اور تعصب کے جو ان کو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہے اب بھی صدہا روایات اور احادیث مدح وثنا میں خلفا کی موجود ہیں۔ چناں چہ ان کے مفسرین قبول کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق غلاموں کو مول لیا کرتے اور بہ سبب اسلام کے ان کو آزاد کرتے۔ جیسا کہ علامہ طبرسی نے ''مجمع البیان'' میں لکھا ہے:

چوتھی آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَنِ انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْا ا قَائِمًا.
اور جب دیکھتے ہیں سوداگری اور کھیل تو بھاگ جاتے ہیں تجھے چھوڑ کر۔

اس کی تفسیر میں اہل سنت کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں سے ثلاثہ حضرت کو اکیلے چھوڑ کر چلے گئے تھے اور علی ساتھ رہ گئے تھے۔ چناں چہ بخاری میں یہ ذکر موجود ہے۔

(بقیہ)عن ابن الزبیر قال ان الایۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری اصلح الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن فھیرۃ وغیرھما و اعتقھم وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِی.

شان میں ابوبکر کے نازل ہوئی کہ وہ غلاموں کو جو اسلام لاتے مول لیتے اور پھر خدا کی راہ میں آزاد کرتے مثل بلال اور عامر وغیرہ کے فقط۔ پس چوں کہ ابوبکرؓ اپنے مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتے تب خدا نے یہ آیت نازل کی کہ دوزخ سے وہی بڑا پرہیزگار بچے گا جو اپنے پاک مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتا ہے۔

پس تعجب ہے کہ جو شخص اپنے مال سے مسلمان غلاموں کو خریدے اور ان کو آزاد کرے اور اس کی شان میں خدا آیتیں نازل کرے اور اس کو اتقی الناس فرمائے اُس کی فضیلت اور بزرگی تو بہ یک طرف اس کے ایمان سے بھی انکار کیا جائے اور ایسا شخص منافق اور کافر سمجھا جائے۔ غرض کہ ایمان اور اسلام میں ابوبکر صدیق کے کچھ شبہہ نہیں رہا اور بہ اقرار علمائے شیعہ کا اس کا ثبوت ظاہر ہوگیا۔ اگر شیعہ حضرات اپنے دعوے میں کچھ قوت پاتے ہیں تو آئیں، قرآن شریف کو درمیان میں لے کر فیصلہ کریں۔ اگر قرآن شریف کسی کے دعوے کی تائید نہ کرے تو اُسے قابل ترک جانیں۔

گر ز عشقت خبرے ہست بگو اے واعظ
ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

(سید نوراللہ شاہ عفی عنہ)

۱۔ واضح ہو کہ قرآن شریف میں "وَتَرَکُوکَ" ہے، مگر باقر علی نے کاف خطاب اس وقت نہیں پڑھا اور اور غلطیاں بھی اس آیت میں کیں۔

اور مرض الموت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِیْتُوْنِیْ بِقِرْطَاسٍ وَدَوَاتٍ. ۱

تو عمر مانع ہوا، بلکہ کہا کہ

حضرت بڑبڑا رہے ہیں، حواس بجا نہیں۔ حَسْبُنَا کِتَابُ اللہِ.

اور باغ فدک حضرت فاطمہ علیہا السلام سے ابو بکر وعمر نے چھین لیا اور بی بی فاطمہ کو دُکھ دیا۔ اور اُن کی بخاری میں حدیث ہے:

فاطمة بضعة منی ۲ من اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ.

یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اس کو دُکھایا اس نے مجھے دکھایا اور جس نے مجھے دکھایا اس نے اللہ کو ایذا دیا۔

اور ابو بکر نے فاطمہ علیہا السلام کو سخت ایذا دیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَیْنِ ۳ وَالْاَقْرَبُوْنَ ط وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ ط.

ترجمہ: اور واسطے ہر ایک کے بنا دیے ہم نے وارث اُس چیز سے جو چھوڑیں ماں باپ اور نزدیکی اور وہ لوگ جن سے تم نے قسمیں کھا کر قول کیا، پس دو ان کو حصہ اُن کا۔

۱۔ دوات کے لفظ کو بھی اس حدیث میں زیادہ کرنا مولوی باقر علی صاحب کا کام ہے۔ اُن کے اتباع میں لکھا گیا ہے۔ ہمارا قصور اس میں کچھ نہیں۔ (نور اللہ شاہ عفی عنہ)

۲۔ اس حدیث میں اعرابی غلطی یا اور قسم کی ہے وہ مولوی باقر علی کی طرف سے ہے، نہ ہماری طرف سے ہے۔

۳۔ اصل قرآن میں والدان ہے اور والدین مولوی صاحب کی تحریف لفظی ہے۔ نور اللہ شاہ عفی عنہ

اور خدا تعالیٰ نے حصے فرمائے ہیں، مگر فاطمہ علیہا السلام کا ورثہ جو باغ فدک تھا شیخین نے غصب کر لیا اور چھین لیا۔

نیز عمر آگ اور لکڑیاں لے کر فاطمہ علیہا السلام کا گھر جلانے کے واسطے گیا۔ اس کا ثبوت ابن جریر [۱] ابن خلکان کی تاریخ میں اور عبداللہ بن عبدالبر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' میں اس کو لکھا ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے ''تحفہ'' میں اور شیخ عبدالحق صاحب نے ''صراط المستقیم'' میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

نیز ثلاثہ وغیرہ مہاجرین نے حضرت رسول خدا ﷺ کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ حضرت کی لاش مبارک چھوڑ کر بنی سقیفہ کے دالان میں جا بیٹھے۔ جیسا کہ ''مثنوی'' رُوم میں آیا ہے:

حب دُنیا چوں صحابہ داشتند
مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

تقریر تو مولوی باقر علی کرتا رہا اور آیتوں میں بعض بعض جگہ قرآن کھول کر حکیم مولوی محمد علی لاہوری بھی مدد دیتا رہا اور ترجمہ پڑھ کر سناتا رہا۔ اس کے جواب میں پہلے مولوی حافظ محمد سلطان صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا:

۱۔ ترجمہ جلاء العیون، جلد اول، صفحہ ۱۶۷، سطر آخر، یہ کتاب مقام لکھنؤ مطبع جعفری واقع نخاس جدید باہتمام مرزا محمد علی صاحب طبع ہوئی ہے اور جلد اول کے خاتمہ اور جلد ثانی کی پیشانی پر بہ خط جلی لکھا ہوا ہے کہ اہل سنت اس کتاب کو ملاحظہ نہ فرمائیں۔ میں لکھا ہوا ہے کہ محمد بن جریر طبری امامی نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ اس عبارت سے محمد بن جریر طبری کا شیعہ ہونا ثابت ہو گیا۔

دیگر محمد بن جریر طبری اہل سنت میں بھی ہیں، لیکن ان کی کتاب کا نام ''تاریخ کبیر'' ہے۔ حضرات شیعہ کا دام یہاں بھی بہتوں کے ساتھ چل جاتا ہے۔ (از تحفہ اثنا عشریہ)

سیّد نور اللہ شاہ سیال کوٹی نقوی

تقریر مولوی حافظ محمد سلطان صاحب

سامعین پر واضح ہو کہ مولوی باقر علی صاحب نے قرآن شریف کی عبارت بھی غلط پڑھی ہے اور اُس کے معنی بھی غلط بیان کیے ہیں اور استدلال بھی غلط طور پر کیا ہے۔ بعد ازاں معاوضہ کے طور پر صحابہ کی فضیلت میں چوتھے سپارہ کی آیت پڑھی:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: تم سب اُمتوں سے بہتر اُمت ہو پیدا کیے گئے ہو واسطے آدمیوں کے حکم کرتے ہو اچھی باتوں کا اور روکتے ہو بُری باتوں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

۱- ہم نہایت تعجب کرتے ہیں کہ ایسی صریح آیتوں اور ایسی صاف شہادتوں پر بھی وہ اپنے عقیدے کے فساد پر خیال نہیں کرتے اور ذرا بھی قرآن شریف کے لفظوں کو نہیں دیکھتے، اگر صحابہ کبار بہترین امت نہیں تھے تو خدا کا یہ خطاب کہ "کُنتم خیر اُمۃ" یعنی تم بہترین اُمت سے ہو کس سے ہے اور اگر ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد کہ تَامُرونَ بِالمَعروفِ الخ تم نیک کام اوروں کو بتلاتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو کس کی طرف ہے۔ اگر وہ سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے تو خدا کی اس تصدیق کے کہ تؤمِنُونَ باللہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو کیا معنی ہیں؟

یہ آیتیں تو ایسی صاف ہیں کہ ان میں کوئی تاویل اور کوئی بناوٹ ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر چہ یہ آیات بینات قرآن شریف کی ایسی صریح اور صاف ہیں کہ تفسیر دیکھنے کی حاجت نہیں، لیکن ہم حضرات شیعہ کے اطمینان کے لیے انہیں کی معتبر تفسیروں کی سند لاتے ہیں۔

اے بھائیو! سنو تفسیر "مجمع البیان" طبرسی میں جو کہ تمھاری تفسیروں میں سے بہترین تفاسیر ہے اور ۱۲۷۵ ہجری میں بہ مقام طہران دار السلطنت ایران چھپی ہے۔ اس کے صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے کہ کنتم خیر اُمۃ کی تفسیر میں کہ مراد اس سے خاص مہاجرین ہیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ

خطاب صحابہ سے ہے، لیکن اور امت بھی شامل ہیں۔

اے دوستو! اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتوں میں صحابہ کا ذکر اس لیے کیا اور لوگ ان کی پیروی کریں۔ اگر بیزاری تمھاری اصطلاح میں یہ معنی پیروی ہے تو بے شک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو، ورنہ صریح تکذیب۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بس اب مولانا کے دلائل قرآنیہ کا دریا امڈا چلا آئے گا، لیکن آخر بات یہاں جس سے ہم کو یہ کہنا پڑتا ہے:

بہانہ کرتا ہے ساقیا کیا نہیں، ہے شیشہ میں مے کا قطرہ
خدا نے چاہا تو دیکھ لیں گے تیرا سبو بھی نہیں رہے گا

چوں کہ ہماری غرض ہے کہ ہم شیعوں سے کلی فیصلہ لیں تا کہ آئے دن کی جھک جھک ختم ہو کر دونوں گروہ اسلام معانقہ کرتے ہوئے کہیں:

کون کہتا تھا کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

(سید نور اللہ شاہ عفی عنہ)

اس آیت کی تفسیر میں شیعوں کے عالم علامہ طبرسی ''مجمع البیان'' والے نے لکھا ہے کہ یہ آیت صحابہ کی شان میں نازل ہوئی۔ پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام خصوصا ثلاثہ علیہم الرضوان ایمان دار تھے، کیوں کہ یہ حضرات سب صحابہ میں سے زیادہ تر افضل و اعلیٰ و اتقی تھے۔

ہاں اس مقام پر جاہلوں کو کنتم کے لفظ پر ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ خدا اصحاب سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اخیر تک ویسے ہی رہے ہوں شاید بعد میں بدترین اُمت سے ہو گئے ہوں، لیکن انھی کے علامہ طبرسی نے اس کا بھی جواب دے دیا۔ چناں چہ اپنی تفسیر میں علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ

کنتم خیرَ امۃ اللہ نے واسطے تاکید کے فرمایا کہ ضرور ایسا ہی ہو گا اور اس کے وقوع میں کچھ شک نہ ہو گا اور صحابہ جیسے بہتر ہیں ویسے ہی رہیں گے۔

اور اس کی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے کہ و کان اللہ غفورًا رحیماتو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تھا بخشنے والا مہربان اور اب نہیں ہے یا آئندہ نہ رہے گا۔

غرضے کہ طول طویل تقریر سے بہ حوالہ تفاسیر صحابہ کا خصوصاً اصحاب ثلاثہ کا اس آیت کا مصداق ہونا اور کامل الایمان ہونا مولوی حافظ محمد سلطان صاحب نے ثابت کر دیا۔

اور جو آیت سورہ نور کی مولوی باقر علی نے ثلاثہ کے بے ایمان اور کافر ہونے کی دلیل میں پڑھی ہے اس سے ہرگز کسی وجہ سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس آیت کی تفسیر میں کسی مفسر نے ایسا لکھا ہے اور کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ثلاثہ خارج از ایمان تھے، صرف علی مرتضیٰؓ کا ایمان باقی رہا۔ علی مرتضیٰؓ کے ایمان کا حصہ کس دلیل سے نکلتا ہے۔

دوسری آیت:

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ ۱ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط . (النسا:۱۹۵)

جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راہ میں دکھ دیے گئے اور جنگ کیے اور مارے گئے ہیں ضرور ان کی بدیاں دور کروں گا اور جنت میں ان کو داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں یہ ثواب اللہ کے پاس سے ہے۔

اس آیت سے بھی صحابہ کبار خصوصاً ثلاثہ کا ایمان دار ہونا ثابت ہے، کیوں کہ وہ مہاجرین تھے اور علیٰ وجہ الکمال اس آیت شریف کے مصداق اور جو آیت سورۃ منافقون کی

۱۔ اے بھائیو! وہ زمانہ گذر گیا، وہ وقت باقی نہیں رہا جن کو یہ نعمت ملنے والی تھی ان کو مل گئی، جن کو یہ دولت حاصل ہونے والی تھی اس کو حاصل ہو چکی، جو لوگ مہاجرین میں داخل ہونے والے تھے وہ مہاجرین میں داخل ہو گئے، جو انصار میں شامل ہونے والے تھے وہ انصار میں شامل ہو چکے، اب ہزار جان و مال کو کوئی نثار کرے "والسّبقون الاولون" کی فضیلت پا نہیں سکتا، تمام جہان کی دولت کوئی لٹائے مگر اصحاب بدر یاران بیعت الرضوان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ان دولتوں کو لینے والے لے گئے، ان نعمتوں کو لوٹنے والے لوٹ لے گئے۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہا کردند و رفتند

باقر علی صاحب نے پڑھی ہے پبلک کو دھوکھا دینے کے واسطے اصحاب ثلاثہ کے حق میں اس کا نزول بتایا ہے، دراصل وہ عبداللہ بن ابی منافق اور اُس کے تابع داروں کے حق میں اتری ہے۔ دیکھو ''عمدۃ البیان'' جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے مصنفہ عمار علی، اور ''لوامع التنزیل'' قاسم مجتہد اور ''مجمع البیان'' علامہ طبرسی اور ''خلاصۃ المنہج'' کاشانی میں مرقوم ہے (ثلاثہ کے بارہ میں ہرگز اس کا شان نزول نہیں ہے) جس سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کے دعویٰ کی دلیل سے اس آیت کو کوئی تعلق نہیں۔ ۱

اور نیز سورۃ احزاب کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۚ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔ (الاحزاب:۱-۶۰)

ترجمہ: اگر نہ باز آئے منافق لوگ اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو جھوٹی خبریں شہر میں اُڑانے والے ہیں تو ہم تجھ کو اُن پر اٹھائیں گے پھر وہ تیرے قریب اس میں رہنے نہ پائیں گے مگر عرصہ قلیل لعنت کے مارے جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور مارے جائیں گے مارا جانا۔

اگر اصحابِ ثلاثہ علیٰ رغم الشیعہ منافق ہوتے تو بہ موجب حکم آیت کے مدینہ شریف میں تادم حیات نہ رہتے اور بعد وفات حضرت کے حضور کے مجاور نہ ہوتے، حالاں کہ حضرات شیخین حیات و ممات میں رسول خدا ﷺ کے مجاور و مصاحب رہے اور ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔ (التحریم:۷۳)

۱- ایسے ہی آیت یقولون الخ جو مولوی صاحب نے پبلک کو دھوکا دینے کے واسطے اصحاب ثلاثہ کے حق میں اس کا نزول بتایا ہے دراصل وہ بھی اُسی عبداللہ بن ابی منافق اور اُس کے تابع داروں کے حق میں اتری ہے۔ دیکھو تفسیر ''عمدۃ البیان'' جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے۔

(سید نور اللہ سیال کوٹی)

یعنی اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور اُن پر سختی ڈال۔
اگر یہ منافق ہوتے تو آں حضرت ﷺ ضرور اُن پر تشدد فرماتے۔
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (التوبہ:۶۷)

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں بعض اُن کے بعض سے ہیں، حکم کرتے ہیں ناجائز باتوں کا اور منع کرتے ہیں اچھی باتوں سے اور اپنے ہاتھوں کو بند کرتے ہیں، اُنھوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ نے اُن کو چھوڑ دیا۔ بے شک منافق لوگ بدکار ہیں۔

یہ منافق لوگوں کے اوصاف ہیں، سو یہ اوصاف خلفائے ثلاثہ سے کبھی وقوع میں نہیں آئے، کیوں کہ مومنوں کے اوصاف کی ضدیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت آیات ہیں جن سے اصحابِ ثلاثہ کا مومن کامل الایمان ہونا اظہر من الشمس ہے، بلکہ تمام قرآن مجید اُن کی تعریف سے پُر ہے، مگر اُس کے بیان کی وقت میں گنجائش نہیں ہے۔ پس اب میں ایک قول امام محمد باقر کا جن سے اصحابِ ثلاثہ کا مومن کامل الایمان ہونا اور اُن کی عیب جوئی کرنے والے اور اُن کے ایمان میں شک لانے والے کا بے ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے بیان کرتا ہوں، کیوں کہ گروہِ شیعہ امامیہ کے نزدیک اماموں کے اقوال اعتبار میں مثل آیات قرآن شریف کے ہیں۔ وھو ھذا:

صاحب ''الفضول'' نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امام باقر علیہ السلام کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفائے ثلاثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے، آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاؤ کہ تم اُن مہاجرین میں سے ہو کہ جو خدا کے لیے گھروں سے نکالے گئے اور خدا کے لیے اُن کا مال لوٹا گیا اور جنھوں نے خدا اور رسول کی مدد کی؟ اُنھوں نے کہا کہ نہیں، ہم اُن میں سے نہیں ہیں، تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم اُن لوگوں سے ہو

کہ جنھوں نے دار ہجرت میں اور دار ایمان میں گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوئے اور نہیں چاہتے کہ دونوں فریق میں سے ہوا، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم اُن میں سے بھی نہیں ہوا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ الخ.

ترجمہ: اور واسطے اُن لوگوں کے کہ آئے پیچھے اُن کے کہتے ہیں: اے رب ہمارے! بخش ہم کو اور بھائیوں ہمارے کو وہ جو آگے لائے ہم سے اور مت کر بیچ دلوں ہمارے کے برائی واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے اے رب ہمارے، تحقیق تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

ف: اے بھائیو! تم اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہیں سمجھتے، مگر نہیں معلوم کہ اُن اقوال کو جو صحابہ کے فضائل میں ہیں کیوں نہیں مانتے اور کیوں اپنے اماموں کی پیروی نہیں کرتے اور کیوں اُن کو صحابہ کے فضائل بیان کرنے میں جھوٹا جانتے ہو۔ غرضے کہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کی ثابت ہوا کہ اُن کے نزدیک خلفائے ثلاثہ اس آیت کے حکم میں داخل ہیں اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین اور انصار سے کیے ہیں ان میں وہ شریک ہیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ اُن کی عیب جوئی کرتے تھے اُن سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور اُن کو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے۔

اور جو مولوی صاحب نے فدک کے غصب ہونے کے بارہ میں آیت لکل جعلنا الخ پڑھی ہے سو بے شک اولاد کو اپنے والدین و اقربا کی وراثت ملتی ہے، ہاں بکر و زید و عمرو کی نہیں ملتی اور فدک بہ موجب حکم خداوندی کے کسی خاص شخص کی مِلک نہ تھا، جیسا کہ سورۃ حشر میں اللہ فرماتا ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

شَیْءٍ قَدِیْرٌ. مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَ
لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لا کَیْ
لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً م بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ط. (الحشر:۷-۶)

ترجمہ: اور خدا تعالیٰ نے جو اُن کا مال بغیر جنگ کے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دلا دیا تو تم نے اے نبی کے دوستو اور مسلمانو نہ اس کے لیے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے قبضہ کرا دیتا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ جو مال بستی والوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بغیر از جنگ و جہاد دلایا پس وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور پیغمبر کا اور پیغمبر کے ناطہ والوں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا۔

یہ حکم اس لیے دیا گیا ایسا نہ ہو کہ یہ مال جو بن لڑے ہاتھ آیا مال دار لوگ تم میں سے ہاتھوں ہاتھ اُس کو لے لیں اور فدک چوں کہ فی میں سے تھا اور فی کے متعلق خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں سب کا حصہ ہے تو وہ فدک محض بی بی فاطمہؓ کا نہیں ٹھہر سکتا اور نہ ہی اس کی ورثہ حضرت سیدہ کو پہنچتی ہے۔

حافظ صاحب نے اتنی تقریر فرما کر مولوی سیّد محمد غوث کو بقیہ مضمون پر بحث کرنے کا ارشاد فرمایا۔

تقریر مولوی محمد غوث صاحب

مولوی صاحب محمد غوث نے بہ آواز بلند اول تو مولوی باقر علی کی غلطیاں جوانھوں نے قرآن مجید کے پڑھنے میں کی تھیں ظاہر کیں۔ ازاں جملہ سورۃ منافقوں کی آیت:

اِذَا جَآءَ کَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ ۘ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ ؕ (المنافقون:۱)

یعنی اے پیغمبر! جب منافق لوگ تیری خدمت میں آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تو بے شک اللہ کا پیغمبر ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو بے شک اللہ کا رسول ہے۔

مولوی باقر علی صاحب نے اس آیت میں تحریف کر دی اور الفاظ آیت کے بدلائے اور پڑھ مارا:

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ یَشْھَدُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

یہی تو قرآن کریم کی تحریف ہے۔ یہود کے حق میں اللہ فرماتا ہے:

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ. (المائدہ:۱۳)

یعنی یہود مردود خداوند تعالیٰ کی کتاب کے کلمات اُس کے موقع اور محل سے بدل ڈالتے ہیں۔

نہ معلوم مولوی صاحب نے کیوں ایسا کیا جس سے مولوی صاحب کے معلومات کی قلعی کھل گئی۔ افسوس کہ مولوی صاحب کو باوجود مجتہد ہونے کے قرآن سے اس قدر لاعلمی اور ناواقفی کیوں ہے۔

وزیرے چنیں شہریارے چناں
جہاں چوں نگیر و قرارے چناں

اور سورۃ نون کی آیت جو مولوی صاحب نے پڑھی اس میں لام کو سرے سے ہی اُڑا دیا۔ واقعی مجتہد صاحب نے تو بڑی ہمت کی۔ مگر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ

یعنی ہم نے قرآن کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

بھلا خداوند تعالیٰ جس چیز کا نگہبان ہو اس میں کوئی ایرا غیرا کس طرح دست اندازی کرسکتا ہے؟ خدا کی امداد و تائید سے ہم اُس لام کا اظہار کردیتے ہیں۔ وہ سورۃ نون کی آیت شریف یہ ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ. (القلم:۴)

یہی لام جو لعلی کے عین کے پہلے ہے مولوی صاحب نے چالاکی اور ہوشیاری سے اُڑا لیا تھا، مگر ہم نے برآمد کرلیا۔ عام لوگوں نے سُنا ہوگا کہ حضرات شیعہ کہا کرتے ہیں کہ اہل سنت نے قرآن کو کم وبیش کردیا اور بعض جگہ سے بالکل ہی اڑا دیا گیا ہے، یہ طعن ہم پر وارد ہوتا ہے یا شیعوں پر جنھوں نے دیکھتے دیکھتے ایسا کرتب کر دکھلایا۔ اب مصرعہ ہذا کا وظیفہ رکھیں: ع

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولوی صاحب نے جو بے موقع اور بے محل غلط آیتیں پڑھیں اور غلط استدلال کیا اُس کے جوابات ہمارے حافظ صاحب دے چکے ہیں اور جو مجتہد صاحب نے اصحاب ثلاثہ پر خطبہ سے بھاگ جانے کا طعن کیا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ ہاں ایک جنگ میں جو بعض اشخاص سے فرار ہوا تھا سو اُس کی معافی کا حکم اللہ سبحانہ ارحم الراحمین نے قرآن کریم میں اُتار دیا۔ دیکھو آیت:

وَلَقَدۡ عَفَی اللّٰہُ عَنۡھُمۡ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ. (آل عمران:۱۵۵)

ترجمہ: تحقیق اللہ نے اُن کا قصور معاف کردیا۔ بے شک اللہ بخشنے والا صاحب حلم ہے۔

بھلا جس کا قصور خود اللہ تعالیٰ معاف فرما چکا ہو تو بار بار اس کا ذکر کرنا سخت حماقت اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ طرہ یہ کہ الزام ثلاثہ پر لگایا جاتا ہے، حالاں کہ صدیق اکبرؓ و فاروق

اعظمؓ کسی جنگ میں سے نہیں بھاگے۔ ''روضۃ الصفا'' و''حبیب السیر'' و''تاریخ ابوالفدا'' شیعہ کی کتابیں ہیں، اہل سنت کے نزدیک ایک ذرہ کے برابر بھی اُن کا اعتبار نہیں۔ اہل سنت کی مسلمہ کتب سے حوالہ دیا جاتا تو اُن پر الزام عائد ہوسکتا تھا، مگر یہ تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اہل سنت کو ہی طاقت بخشی ہے کہ باوجود اس کے کہ شیعہ مذہب کے ہر کتاب پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ کتاب شیعہ اثناعشریہ کی ہے، اہل سنت نہ اس کو خریدے، نہ اس کو دیکھے، پھر خرید کر اور دیکھ کر ان کی چوری برآمد کر لیتے ہیں اور مخالف کا صحیح الزاموں اور جوابات سے ناک میں دم بند کر دیتے ہیں۔

مجتہد صاحب نے جو ثلاثہ کے بارہ میں دعویٰ کیا ہے کہ خطبہ سے بھاگ گئے اور حضرت کا جنازہ انھوں نے نہیں پڑھا، بلکہ گروہ گروہ مہاجرین وانصار سوا علی علیہ السلام کے بنی سقیفہ کے دالان میں بیٹھ رہے اور اس کا ثبوت اہل سنت کی کتب معتبرہ سے مثل بخاری شریف کے بیان کیا ہے۔ سو یہ سراسر سفید جھوٹ ہے، جس کا کتب مذکورہ میں ذکر تک نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام نے جنازہ پڑھا۔ دیکھو ہم شیعہ کی معتبر کتاب ''جلاء العیون'' و کلینی سے ثابت کرتے ہیں۔ کلینی نے بہ سند معتبر روایت کی کہ حضرت امام محمد باقر نے لکھا ہے کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا جمیع مہاجر وانصار آتے اور نماز پڑھتے۔ ترجمہ جلاء العیون جلد اول صفحہ ۹۱۔

میں (خاکسار محمد غوث) کہتا ہوں کہ مجتہد صاحب اگر بخاری شریف سے اس کا ثبوت دے دیں جیسے دعوے سے کہا ہے تو میں شیعہ ہونے کو تیار ہوں۔ اگر اس کا ثبوت دینے سے لیت ولعل اور گریز کریں تو مجتہد صاحب کو ہٹ دھرمی چھوڑ کر راستی کی طرف آنا چاہیے۔ بخاری شریف ہاتھ میں لے کر بلند کی اور کہا کہ یہ ہے بخاری، اس میں سے نکال دو کہ ثلاثہ خطبہ سے بھاگ گئے اور حضرت ﷺ کا انھوں نے جنازہ بھی نہیں پڑھا، بڑے زور وشور سے للکارا اور بار بار کتاب لے کر پیش کی، مگر شیعوں کے مجتہد صاحب کے تو حواس ہی اڑ چکے تھے، جواب دیتا تو کون دیتا۔ پھر مولوی صاحب محمد غوث نے بہ آواز بلند پبلک کو آگاہ کیا کہ اب انصاف کے واسطے پبلک ہی کہہ دے اور سمجھ لے کہ کون فریق لاجواب ہوا۔

پھر مثنوی شریف کی نسبت بھی ظاہر کیا کہ جو شعر باقر علی صاحب نے مثنوی کا نام لے کر پڑھا تھا وہ بھی مثنوی کا نہیں، محض عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کی غرض سے مثنوی کا نام لے لیا، ورنہ ثبوت دیں کہ مثنوی میں کہاں ہے: ع

حب دُنیا چوں صحابہ داشتند الخ

پھر باغ فدک کے متعلق بیان کیا کہ یہ بھی شیعوں کا بے جا طعن اور غلط بات ہے کہ بی بی فاطمہ سے غصب کر لیا (سید محمد غوث) کہتا ہوں کہ باغ فدک کی پیداوار جن مصارف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خرچ ہوتی تھی صدیق اکبرؓ نے یہ دستور جاری رکھی۔ بھلا کب ہو سکتا ہے کہ وہ شیر خداؓ جن کی تعریف میں کہا جاتا ہے:

شیر یزداں شاہِ مرداں قوتِ پروردگار

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

ان کی جائیداد غصب کی جائے اور ان کے گھر کو آگ لگائی جائے اور ان کی بیوی صاحبہ کو لاتیں مار کر حمل گرا دیا جائے تو ایسے دلاور شیر مرد کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی غیرت نہ آئی۔ کتنی شرم کا مقام ہے۔ حقیقت میں شیعہ حضرت علی المرتضیٰ پر ایسی بے عزتی کا الزام لگاتے ہیں جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ گویا حضرت علی المرتضیٰؓ کو بزدل، ڈرپوک، کم زور، بے غیرت، بے حمیت بناتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شیر خدا کا زور کہاں چلا گیا تھا۔ کیا شمشیر ذوالفقار جبریلؑ کے پر کاٹنے والی ٹوٹ گئی تھی یا غدر میں چھینی گئی تھی جو ایسے نازک موقعہ پر بھی کام نہ آئی۔ حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں تلوار پکڑنے کی طاقت نہ رہی تھی یا خدا آپ کی مددگاری سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ شیعو ڈرو خدا کا خوف کرو۔ صحابہ کرام بزرگان دین کی اس قدر بے حرمتی کرنے سے باز آؤ۔

ادھر دنیا کی ذلت سے بچو گے
اُدھر عقبیٰ میں دوزخ سے رہائی

مولانا حافظ محمد سلطان صاحب و مولوی محمد غوث صاحب نے بار بار مولوی باقر علی شیعی سے صحابہ کے فرار عن الخطبہ اور حضرت کا جنازہ نہ پڑھنے کا ثبوت طلب کیا اور کہا کہ جواب

دو، ورنہ مان جاؤ، ہٹ دھرمی چھوڑ دو!

پھر باقر علی صاحب نے کہا کہ ہم تحریری جواب دیں گے۔ مولوی صاحب محمد غوث نے بہ حکم حافظ جی صاحب تحریری سوال لکھ کر پیش کیا مگر پھر بھی جواب ندارد۔ شیعہ ایسے چپ ہوئے گویا اُن کے وجود میں جان ہی نہیں رہی۔ ادھر باقر علی ومحمد علی پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔ بچارے شیعہ دونوں مجتہدوں کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے تھے، مگر واہ رے شیعی مذہب تیری ہٹ دھرمی کے صدقے۔ اب بھی مذہب کو نہیں چھوڑتے۔ معلوم ہوا کہ گروہ شیعہ حق پرستی کے طالب نہیں۔ ہاں آزادی پر شیفتہ ہیں، کیوں کہ شیعی مذہب میں عیسائیوں کی طرح اعمال کی ضرورت بہت کم ہے۔

الحاصل جب مولانا مولوی محمد سلطان صاحب نے جناب مولوی محمد غوث صاحب سے چند سوال تحریر کراکر مولوی باقر علی صاحب کے پاس معرفت اسسٹنٹ صاحب شیخ کریم اللہ صاحب پیش کیے اور انھوں نے جواب نہ دیا باوجودے کہ دونوں صاحبوں نے بار بار خود ہی سوالوں کے جوابوں کا تقاضا کیا اور کہا کہ اگر اصحاب ثلاثہ کا فرار عن الخطبہ اور آں حضرت کے جنازہ نہ پڑھنے کا ثبوت کسی کتاب کتب معتبرہ اہل سنت بلکہ کسی کتاب کتب معتبرہ اہل تشیع سے آپ نکال دیں تو آپ سچے اور ہم کاذب ٹھہریں گے اور اگر آپ یہ کام نہ کر سکے تو آپ کاذب اور ہم سچے۔ یہ ردوبدل ہورہا تھا اور مولوی باقر علی صاحب اس میں لاجواب ہورہے تھے کہ اتنے میں ۵ بجے کے قریب جناب کپتان صاحب پنڈت منورلعل صاحب تشریف آور ہوئے۔ پس افسران پولیس اور مولوی باقر علی صاحب ان کو دیکھتے ہی ان کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ پس جناب مولانا مولوی نوراللہ شاہ صاحب بھی حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے جناب کپتان صاحب کی خدمت میں تشریف لے گئے، مگر جناب حضرتنا ومولانا مولوی حافظ محمد سلطان صاحب اپنی کرسی پر متمکن رہے ہیں۔ کپتان صاحب نے بعد دریافت کرنے حقیقت حال کے فرمایا کہ اہل سنت کے مناظر جناب مولوی محمد سلطان صاحب کو میرے پاس بلالاؤ، پس مولوی صاحب مذکور مولوی غلام حسین صاحب ساہووالیہ کو ہم راہ لے کر جناب کپتان صاحب کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ پس اہل مجلس

نے مولوی محمد غوث صاحب کو کہا آپ بھی وہاں تشریف لے جائیں، پس وہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ پس اول جناب کپتان صاحب نے مولوی حافظ محمد سلطان صاحب سے مصافحہ کیا، بعد اُس کے مولوی باقر علی صاحب سے کہا: میں ان کو بزرگ جانتا ہوں اور ان کی عزت کرتا ہوں، پس آپ کو بھی چاہیے کہ ان کی عزت کرو اور ان کو بزرگ جانو۔ بعد ازاں جناب کپتان صاحب نے مولوی محمد سلطان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: یہ آپ کے سوالوں کا جواب آپ کے قرار گاہ پر پھر کسی وقت روانہ کر دیں گے، اس وقت جلسہ برخاست کرنا چاہیے، کیوں کہ وقت شب قریب آ گیا ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ برپا ہو جائے۔ پس بہ حکم جناب کپتان صاحب پولیس نے جلسہ برخاست کر کے فریقین کو اپنی فرودگاہوں کی طرف رخصت کر دیا، مگر رات کے وقت شیعوں نے کچھ حرکت بے جا کرنی شروع کی، بعدۂ اُن کو اس وقت شب میں اور دوسرے دن فجر کو بار بار کہا گیا کہ اگر کچھ ہوس باقی رہ گئی ہے تو آؤ میدان میں نکلو، اپنی تشفی خاطر کرا لو، مگر جرات کہاں سے لائیں اور جناب مولوی محمد سلطان صاحب نے بار بار کہا کہ اگر کل ہمارے سوالوں کا آپ جواب کل نہیں دے سکے تو آج ہی دو مگر بالکل نہ دیا، اُس وقت تو دینا برکنار آج تک نہیں دیا، باوجودے کہ مولوی محمد سلطان صاحب نے ایک خط رجسٹری کرا کر جس کی رسید اُن کے پاس موجود ہے جناب کپتان صاحب مذکور کی خدمت عالی میں شہر جموں میں ارسال کر کے درخواست کی کہ میرے سوالوں کا جواب جناب مولوی باقر علی صاحب سے دلوایئے، مگر پھر بھی آج تک جواب سے جواب ہے اور اب یہی جناب مولوی محمد سلطان صاحب جملہ شیعوں کو عموماً اور مولوی باقر علی صاحب کو خصوصاً چیلنج دیتے ہیں کہ سوالات مذکورہ کا جواب اگر کسی کے پاس ہے تو خوشی سے آئے اور میدان مناظرہ میں قدم بڑھائے اور کون ہے سچا اور کون ہے جھوٹا پبلک کو ظاہر کر کے دکھائے۔

آخر میں ایک اور بات کا تذکرہ آپ کی خدمت میں ضروری العرض ہے۔ وہ یہ کہ سوالات مذکورہ کے جواب دہی اور عدم جواب دہی کو صدق اور کذب کا مدار ٹھہرانے کی وجہ یہ ہوئی کہ پچھلی دفعہ جب مولوی باقر علی صاحب ۳۵ منٹ تقریر کر چکے تو افسران پولیس نے

مناظر اہل سنت کو کہا کہ اب آپ نے جو کچھ ان کے جواب میں کہنا ہے فقط دس منٹ میں کہہ لو، بعد ازاں دس منٹ تک ان کو گفتگو کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ بعد ازاں جلسہ برخاست کیا جائے گا، کیوں کہ رات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ پس مناظر اہل سنت وجماعت کے جناب مولوی محمد سلطان صاحب نے سمجھا کہ دس منٹ میں اُن کے خرافات کی پوری تردید نہیں ہوسکتی، لہٰذا انھوں نے سوالات مذکورہ کو پیش کر کے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا اور اگر شیعہ صاحبان اس رسالہ کے جواب میں کچھ قلم اٹھائیں گے تو ان شاءاللہ اس کے جواب الجواب میں اس مناظرہ کی پوری پوری کیفیت من وعن قید کتابت میں لا کر پبلک کی خدمت میں پیش کی جائے گی اور اگر کسی شیعہ صاحب کو من جملہ حضار مناظرہ مذکورہ پر مناظرہ کے کرنے کا داعیہ ہو تو مولوی صاحبان مثل حضرت مولوی محمد سلطان صاحب ومولانا مولوی سیّد محمد غوث صاحب ومولوی سیّد نوراللہ شاہ صاحب وغیرہ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہیں۔

آخر مناظرہ کے روز سے دوسرے دن یعنی ۲۷ تاریخ ماہ محرم ۱۳۲۸ھ مذکور کو ایک بجے دن کے پولیس نے حافظ محمد سلطان وباقر علی وغیرہ مولوی صاحبان کو موضع فنڈر سے بدیں غرض رخصت کر دیا کہ باہمی محاربہ ومجادلہ نہ ہو جائے۔ شیعوں کے مولوی پالکی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اہل سنت کے علمائے مناظر جرار گھوڑے پر سوار، یہ نظارہ بھی قابل دید تھا۔ غرض کہ اس مناظرہ سے تمام ہندو مسلمان جن کی فطرت میں انصاف کا مادہ اور عقل مندی کا حصہ ہے بہ خوبی سمجھ گئے کہ شیعہ مذہب کے پاس سوائے لعنت اور تبرابازی کے علمی سرمایہ بالکل نہیں اور سخت ذلت کا سامنا ہوا، جس سے بعض شیعوں نے نہایت تنگ ولاجواب رہنے کی شرمندگی سے توبہ نامہ لکھ دیے اور ہمارے پاس اُن کے کاغذ موجود ہیں۔

راقم

محمد عطر شاہ گیلانی درمانی

جو عین مناظرہ کے موقعہ پر فریقین کی تقریریں لکھ رہا تھا۔

سوال ۱

کیا فرماتے ہیں علما و متبعانِ شرع شریف اس مسئلے میں کہ عورت سنیہ کا نکاح شیعہ تبرائی سے درست ہے یا نہیں؟

سوال ۲

امام شیعہ کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب

از مولوی حافظ محمد سلطان صاحب

فی الواقع صحت و جواز نکاح ایمان و عدم کفر زوجین عاقدین پر موقوف ہے اور جو شیعہ قذف حضرت سیدتنا عائشہؓ کرتے ہیں یا انکار صحبت صدیق اکبرؓ یا اعتقاد الوہیت حضرت علیؓ رکھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے غلطی کی تبلیغ وحی میں اور مثل اس کے اُن کے کفر میں کسی کو شک نہیں، پس نکاح اُن کے ساتھ ہرگز جائز نہ ہوگا بالاتفاق۔ "ردمحتار شرح درّ مختار" میں ہے:

نعم لا شک فی تکفیر من قَذف السیدةَ عائشة او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذالک من الکفر الصریح المخالف للقران.

ترجمہ: ہاں نہیں شک کفر میں اُس شخص کے جو تہمت زنا کی لگائے سیدہ عائشہ کو یا انکار کرے صحابی ہونے حضرت صدیق اکبرؓ کا یا اعتقاد کرے خدائی کا علیؓ میں یا کہے غلطی کی جبرئیلؑ نے وحی لانے میں یا مثل اس کے کفر صریح سے جو مخالف ہے قرآن کے۔

ہاں جو شیعہ اعتقاد مذکورہ نہیں رکھتے اُن کے کفر میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک

بہ سبب سب شیخین کافر ہیں۔ فی الدر المختار:

فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سبّ الشیخین او طعن فیهما کفر و لا یُقبلُ توبته و به اخذ الدبوسی و ابو اللیث وهو المختارُ للفتویٰ. انتهی

ترجمہ: بحر رائق میں جوہرہ سے اس قول کو منسوب کیا ہے طرف شہید کے کہ جو شخص سب شیخین کرے یا طعن کرے اُن میں کافر ہووے اور نہ قبول کی جائے توبہ اس کی اور اسی کو اختیار کیا دبوسی اور ابواللیث نے اور وہی مختار ہے فتویٰ کے لیے۔

اقول نعم نُقِلَ فی البزازیة عن الخلاصة: ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویَلعنهُمَا فَهو کافرٌ وَ اِن کان یُفضل علیًا فهو مُبْتَدِعٌ. انتهٰی

ترجمہ: کہتا ہوں میں ہاں نقل کیا گیا بزار ۱ میں خلاصہ سے بے شک رافضی جب سب شیخین کرے اور لعنت کرے اُن پر پس وہ کافر ہے اور جو فضیلت دیتا ہو علی کو تو وہ مبتدع ہے۔

پس معلوم ہوا کہ شیعہ تبرائی یعنی ساب شیخین بعض کے نزدیک کافر ہے اور اسی پر انھوں نے فتویٰ دیا ہے، تو نکاح ان کے ساتھ ہرگز صحیح نہ ہوگا اور ''درمختار'' و ''ردمختار'' میں بعد اس کے قول مرجح عدم کفر کا مرقوم ہے۔ اس صورت میں مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ نکاح اُن کے ساتھ ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ بعض علما کے نزدیک نکاح مذکور صحیح نہ ہوگا۔ مع ہذا باعث فساد اور خرابی دین ہوتا ہے۔

ابورشید احمد مسکین عبدالرحمان المدعو

حافظ محمد سلطان عفی عنہ

امام مسجد کلاں کشمیریاں، سیال کوٹ

۱- بزازیہ

جواب

ازمولوی نوراللہ شاہ صاحب نقوی سیال کوٹی

بلاشک جب بہ لحاظ بعض امور منافی مصالح ومعاشرت زوجین اور فساد مخالفت مذہبی فیما بین کے نکاح عورت سنیہ کا مطلق شیعہ کے ساتھ نظر بہ احتیاج جائز نہ ہوا تو شیعہ تبرائی یعنی قاذف اُم المومنین عائشہؓ وساب حضرات شیخین وعثمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ بہ طریق اولیٰ جائز نہ ہوگا کہ قذف حضرت عائشہؓ وسب خلفائے ثلاثہ سے نص قرآنی وضروریات دین کا بالاتفاق انکار لازم آتا ہے اور یہ موجب کفر ہے اور تبرائی بے شک منکر خلافت ہے اور یہ انکار مُفضی ہوتا ہے طرف انکار طبقہ اول تواتر کے کہ جس پر ثبوت نبوت کا دارومدار ہے اور حضرات خلفائے ثلاثہ کی نسبت (جن کے حسن حال وخیریتِ مآل پر آیاتِ بینات اور احادیث واضح الدلالات ناطق ہیں) شیعوں کا اعتقاد ہے کہ غاصب حق آل وناکث بیعت غدیر وظالم وجابر ومرتد وکافر وقاتل ائمہ برحق ومظہر باطل وکاتم حق ہیں نعوذ باللہ من سوء عقائدھم وفساد مکائدھم اور معاذ اللہ ان سب کو مسلوب الایمان جان کر نام بہ نام تبرا کرتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی قوم میں معروف بہ تبرائی ہیں، پس سنیہ کا نکاح ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ بہ وجوہ مذکورہ موجب انواع مفاسد اور بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔

شیعہ کے نزدیک تو امامت کرانی جائز نہیں، مگر حالاں کہ امام گناہ سے معصوم ہو، ہمارے ملک میں چوں کہ اکثر شیعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب وشتم وتبرا کرنے والے ہیں، لہٰذا ان کے پیچھے اقتدا درست نہیں، کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ امامت کے واسطے وہ شخص ہونا چاہیے کہ نہایت غیر لوگوں کے من کل الوجوہ افضل اور بہتر ہو اور

اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے:

ان انکر بعض مَا علم منَ الدين ضرورةً كفر بها كقوله اِن الله تعالى جسم كالاجسام وانكار صحبة الصديق.

اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کی مانند جسم ہے یا صدیق اکبر کی صحابیت کا منکر ہونا۔

"طحطاوی حاشیہ دُر"، مطبوعہ مصر، جلد اول صفحہ ۲۲۴ میں ہے:

و كذا خلافته.

اور ایسے ہی ان کی خلافت کا انکار کرنا کفر ہے۔

من انكر خلافة ابى بكر رضى الله تعالى عنه فهو كافر فى الصحيح و من انكر خلافة عمر رضى الله تعالىٰ عنه فهو كافر فى الاصح.

خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اور خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔ یہی صحیح تر ہے۔

"تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" میں ہے:

قال المرغيناني: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضى والجهمى والقدرى والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن حاصله ان كان هوى لايكفر به صاحبه تجوز مع الكراهة والا فلا.

امام مرغینانی نے فرمایا: بد مذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی اور رافضی وغیرہ کے پیچھے ہوگی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ کہ اگر اُس بد مذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

اور "مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق" میں ہے:

ان كان هواه يكفر اهله كالجهمى والقدرى الذى قال بخلق

القرآن والرافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تجوز الصلاۃ خلفه.

بدمذہبی اگر کافر کردے جیسے جہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے اور رافضی غالی کہ خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

''درِّ مختار'' میں رافضی کا جنازہ بھی ناجائز لکھا ہے کہ حضرات شیخین کو تبرا کرتے ہیں، پس امامت ان کی کس طرح صحیح ہوگی جن کا جنازہ بھی درست نہیں۔

خادم اہل بیت رسول

عبدہ العاجز

سیّد نور اللہ شاہ نقوی سیال کوٹی

جواب

ازمولوی محمد سعید صاحب باجڑوی، ضلع سیال کوٹ

جو شخص اصحابِ ثلاثہ کو یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قاتل الکفرۃ والزندیق وحضرت عمر بن الخطاب قامع بنیان من ہو مسرف مرتاب وحضرت عثمان کامل الحیاء والایمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم والغفر ان کو نعوذ باللہ من ذلک کافر ومنافق کہہ کر ان کی ہر طرح سے توہین کرے تو بہ موجب حکم آیات قرآن شریف، احادیث نبوی علیہ السلام مفصل ذیل بلاشک زمرۂ اہل اسلام سے خارج ہے۔

- آیت نمبر ایک، پارہ ۲۶، سورہ انا فتحنا کا رکوع اخیر

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.

تاکہ غصہ میں لاوے بہ سبب ان اصحاب کے کافروں کو یعنی ان اصحاب پر غصہ کرنے والے اور ان کے نام پر جلنے والے اور حسد کرنے والے کافر ہیں۔

- آیت نمبر۲، سورۃ توبہ، پارہ گیارھواں کا رکوع دویم

وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ.

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تابع دار ہوئے مہاجرین وانصار کے ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ اُن سے اور راضی ہوئے وہ اللہ سے۔

پس اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ تابع دار صحابہ کا خدا سے راضی ہے اور خدا اُس سے راضی ہے اور منکر اُن کے اتباع وایمان کا منکر قرآن شریف کا ہے وانکارِ قرآن کفر ہے۔

- آیت نمبر۳، سورۃ حدید کا رکوع اول، پارہ ۲۷

وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰی ط

ترجمہ: ہر ایک کو یعنی تمام صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے اچھا وعدہ دیا ہے۔

اس آیت سے بہ خوبی واضح ہوا کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کا انکاری خدا ہی کو جھوٹا جاننے والا ہے۔ پس خداوند کریم کو جھوٹا جاننے والے کا حال اظہر من الشمس ہے۔

- حدیث نمبر۱

اٰمَنَ بِرَسُوۡلِ اللّٰهِ مَنۡ لَمۡ تُوقر اصحابه.

ترجمہ: جس نے صحابہ کی تعظیم وتوقیر نہیں کی اُس نے رسول ﷺ ہی کو نہیں مانا۔

پس اس حدیث سے بھی روشن ہو گیا کہ صحابہ کی تعظیم نہ کرنے والا محمد الرسول ﷺ ہی پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ خود امت محمدیہ سے خارج ہے۔

- حدیث نمبر۲

مَنۡ اَحَبَّهُمۡ فَبِحُبِّیۡ اَحَبَّهُمۡ وَمَنۡ اَبۡغَضَهُمۡ فَقَدۡ اَبۡغَضَنِیۡ وَمَنۡ اٰذَاهُمۡ فَقَدۡ اٰذَانِیۡ وَمَنۡ اٰذَانِیۡ فَقَدۡ اٰذَی اللّٰهَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ.

خلاصہ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ صحابہ کی دوستی میری دوستی ہے اور اُن کی دشمنی میری دشمنی اور اُن کی تکلیف ورنج میری تکلیف ورنج ہیں اور جس نے

مجھ کو رنج دی اُس نے اللہ ہی کو رنج دی، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو رنج دیتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں ملعون کہا ہے۔

پس اس آیت و حدیث سے مبین ہو گیا ہے کہ اصحاب سے بغض رکھنے والا ہر دو جہان میں ملعون ہے۔ پس ایسے شخص کے ملعون اور مرتد اور کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لہٰذا زمرۂ اہل اسلام ایسے لوگوں کے ساتھ بہ ارشاد رب العباد وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ کے اجتناب کلی کھانے پینے اور نشست و برخاست سے کریں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

فی روایة انسؓ: قال رسول الله ﷺ ان الله عزوجل اختارنی و اختار لی اصحابی فجعلهم انصاری و جعلهم اصهاری و انهٗ سیجیء فِی اٰخر الزمان قوم ینقصونهم الا فلاتواکلوهم الا فلاتشاربوهم الا فلاتناکحوهم الا فلا تصلوا علیهم علیهم اللعنة.

ترجمہ: حضرت انسؓ نے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ فرمایا اور میرے واسطے میرے یاروں کو برگزیدہ فرمایا اور اُن کو میرا مددگار بنایا اور بعض کے ساتھ میرا رشتہ بنایا۔ آخر زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جو صحابہ کا رتبہ کم کردے گا۔ پس خبردار ہو اُن کے ساتھ کھانے پینے میں شامل نہ ہو اور خبردار ہو اُن کے ساتھ مناکحت نہ کرو اور خبردار ہو اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور خبردار ہو اُن کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اُن پر خدا کی لعنت وارد ہوتی ہے اور وہ رحمت پروردگار سے محروم ہیں۔

محمد سعید باجڑوی

ضمیمہ تحفۂ شیعہ

در رد

رسالہ اِصلاحِ اہل تشیع ،نمبر ۳، جلد ۱۳

ازمولوی حافظ محمد سلطان صاحب سیال کوٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ وعلی تابعی صفیہ۔

امابعد پس واضح ہو کہ میاں اسمٰعیل جدید شیعی فنڈری نے ایک مضمون سراسر کذب و بہتان اور خلاف واقع رسالہ اصلاح میں (جو اہل تشیع کی طرف سے ماہ بہ ماہ موضع کجھوہ، ضلع سارن سے شائع ہوتا رہتا ہے اور مصرعہ ''برعکس نہند نام زنگی کافور'' کا مصداق ہے، کیوں کہ وہ فی الحقیقت اِصلاح نہیں بلکہ اِفساد ہے۔ وجہ یہ کہ اُس میں صحابہ کبار خصوصاً اصحاب ثلاثہ بالخصوص شیخین کی توہین کا اور اہل سنت والجماعت کی دل آزاری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا) بہ عنوان مذہبی مناظرہ فنڈر طبع کرا کر شائع کرایا ہے۔ پس اُس کے دروغوں کے اظہار کی تو اس مختصر ضمیمہ میں گنجائش نہیں، وہ تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اگر خدا تعالیٰ کو منظور اور شائقین کا شوق اُس کے متعلق محسوس ہوا اور توفیق ربانی غیبی اور تائید سبحانی لاریبی شامل حال ہوئی تو یہ بندہ مستقل رسالہ کی صورت میں لکھ کر ہدیہ ناظرین کرے گا بالفعل اُس کا ایک جھوٹ ''مشت نمونہ خروارے'' کے طور پر پبلک کی آگاہی کے لیے اس جگہ حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا:

قول میاں اسمٰعیل جدید شیعی فنڈری

۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ کو بہ وقت صبح شیخ کریم اللہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

پولیس معہ ہر دو بخشی صاحبان مذکوران نے جناب مولانا سیّد صاحب موصوف (باقر علی شیعی) کے پاس آ کر دریافت کیا کہ مناظرہ کس وقت ہوگا؟ تو مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تو جانب ثانی شرائط متفقہ خصوصاً شرط تقرری ثالثان سے گریز کر رہے ہیں اور ایسے ہی شرط غالب مغلوب سے بھی۔ پھر مولانا صاحب نے ہر دو خط یعنی اسمٰعیل شاہ اور مولوی نور اللہ شاہ صاحب کا اسسٹنٹ صاحب کو دکھا کر سمجھا دیا کہ شرائط مسلمہ فریقین ابھی تک قائم نہیں ہوئیں، جب قائم ہو جائیں تو مناظرہ جس وقت چاہیں شروع کر دیں۔ جب دونوں خط اسسٹنٹ صاحب نے دیکھ لیے تو کہا کہ بے شک شرائط مسلمہ قائم نہیں ہوئیں۔ پھر ہر دو خط مذکور اسسٹنٹ صاحب نے لے لیے اور کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس جاتا ہوں اور اُن سے تصفیہ کر کے آپ کے پاس آتا ہوں۔ پھر اسسٹنٹ صاحب نے کہلا بھیجا کہ جانب ثانی بلا تعین شرائط اپنی کتابوں کو لے کر میدان مناظرہ میں چلے گئے ہیں، اب جو فریقین میں سے میدان مناظرہ میں نہ آئے گا تو سمجھا جائے گا کہ وہ گریز کر رہا ہے۔ اس پر جناب مولانا صاحب بھی معہ کتب جو قریباً پانچ سو کے تھیں میدان مناظرہ میں پہنچ گئے۔ کتابیں بالمقابل فریقین لگا دی گئیں اور آپ کرسی پر جلوہ نما ہوئے۔ اُس وقت بہ مواجہہ اہل کاران ریاست مولانا نے فرمایا کہ آپ کو اور ہمارے فریق ثانی کو بہ خوبی معلوم ہے کہ کل سے ہم شرائط مسلمہ فریقین کے لیے تقاضا کر رہے ہیں تا کہ شرائط اور ثالث کے معین ہونے پر مناظرہ کا نتیجہ صحیح اور مفید پیدا ہو، مگر فریق مخالف نے کسی طرح طے نہیں کیا اس واسطے پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ اب بھی قبل از مناظرہ اگر زیادہ نہیں تو ثالثوں اور غالب مغلوب کی نسبت کوئی شرط قائم کریں، تا کہ حاضر اور غائب کو نفع رساں ہو۔ جس کے جواب میں حافظ محمد سلطان صاحب نے جواب دیا کہ ہم کو ثالثوں کے مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور ایسا ہی غالب اور مغلوب کی شرط کی بھی ضرورت نہیں، پبلک خود قیاس کر لے گی۔ جس پر مولانا صاحب نے فرمایا کہ پھر پبلک سے ہی اہل علم اور اہل تجربہ پر انحصار کیا جائے اور ان کے اسما قلم بند ہو جائیں۔ جس پر حافظ صاحب نے کہا کہ ہم کو اس کی بھی ضرورت نہیں، ہر کس خود سمجھ لے گا۔ آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ خیر متنازعہ فیہا مسائل کو تو مقرر کر لو۔

جس پر انھوں نے کہا کہ ہم آگے بھی بالمشافہ دو مسئلے متنازعہ فیہ مقرر کر چکے ہیں:

ایک یہ کہ ہم اصحاب ثلاثہ کا ایمان کُتب مخالف سے ثابت کریں گے۔ آپ اُن کا کفر ہماری کتب سے ثابت کریں گے۔

دوسرا یہ کہ ابوبکرؓ کا فدک کے بارہ میں ظالم اور غاصب ہونا ہماری کتب سے آپ ثابت کریں گے اور ہم اُن کا منصف اور عادل ہونا آپ کی کتابوں سے ثابت کریں گے۔

اور پبلک خود بخود نتیجہ نکال لے گی۔ جس پر مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے کون صاحب تقریر کریں گے۔ حافظ محمد سلطان صاحب اُدھر سے مقرر ہوئے۔

قول احقر العباد بندہ محمد سلطان سیال کوٹی

سیّد اسمٰعیل جدید شیعی فنڈری نے اس عبارت میں بڑی خلاف بیانی سے کام لے کر پبلک کو بڑا دھوکا دیا ہے اور سفید جھوٹ بولا ہے اور دروغ گوئیم بروئے پر کار بند ہوا ہے اور شرائط متروکہ اور مرممہ کو شرائط متفقہ مسلمہ بنایا اور طے شدہ باتوں کو غیر طے شدہ ٹھہرایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس نے شروط تقرر ثالثان اور شرط غالب مغلوب کے لیے کوئی معیار مقرر کرنے کے قائم کرنے سے گریز کرنا ہم لوگوں کے ذمہ لگایا ہے اور ہر دو شرط مذکوہ کو من جملہ شروط متفقہ مسلمہ اس نے بیان کیا ہے، حالاں کہ وہ دونوں من جملہ شروط متروکہ مرممہ ہیں، کیوں کہ اصل حقیقت حال اس مِن وال پر ہے کہ پہلے مناظرے سے گریز کرنے کے بعد جس کا مختصر حال ابتدائے ''تحفۂ شیعہ'' میں درج ہے اول جدید شیعی صاحب نے ایک خط بہ نام مولوی نور اللہ شاہ صاحب ارسال کیا، جس میں مسائل متنازعہ فیہا کے تعین کی نسبت استفسار درج تھا اور اُس میں چند شرائط کو جن میں ہر دو شروط مذکورہ بالا بھی داخل تھیں، لکھ کر اُن کے قائم کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ پس اس رقعہ کے آتے ہی حضرت مولانا موصوف صاحب نے اس بندہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس رقعہ کو سن کر جو جواب اس کا مناسب ہو وہ آپ حضور تحریر کرا کر فریق مخالف کی طرف ارسال فرمادیں۔ پس اس احقر نے اُس رقعہ کو سن کر اُس کا جواب تسطیر کی قید میں لا کر اُس کی طرف روانہ کر دیا۔ اُس میں قلمی کیا گیا کہ مسائل متنازعہ فیہا وہی دو ہیں جن کا تقرر بالمشافہ ہو چکا ہے۔ یعنی

(۱) اصحاب ثلاثہ کے ایمان وکفر کی تحقیق

(۲) فدک کے مقدمہ میں گفتگو

اور اُس کی جملہ شرائط پیش کردہ میں سے شرط تقرری ثالثان اور غالب اور مغلوب کی شرط کو غیر ضروری اور متعسر الحصول سمجھ کر مرمم اور باقی شروط کو مسلم کیا گیا۔ پس جب وہ تحریر اُس کے پاس پہنچی تو وہ بہ نفس نفیس معہ چند مشیران ومعاونان خود مثل قطب الدین وغضنفر علی وغیرہ شیعہ صاحبان ہم لوگوں کے پاس آ کر بابت تقرری ثالثان وشرط غالب مغلوب کے گفتگو شروع کی، اول تو بندہ نے اُن کا غیر ضروری اور متعسر الحصول ہونا بادلائل بیان کیا، مگر اُن کے اصرار پر بندہ نے کہا کہ آپ لوگ اس مقدمہ میں کس کس کو ثالث مقرر کرنا چاہتے ہیں اور غالب مغلوب کی نسبت کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم ایک پنڈت صاحب ساکن جموں کو ثالث معین کرنا چاہتے ہیں اور غالب مغلوب کی نسبت یہ رائے ہے کہ مغلوب کو چاہیے کہ غالب کا مذہب اختیار کرے، پس بندہ نے اُن کے ثالث پیش کردہ کی بابت کہا کہ ہم کو پنڈت صاحب مذکور کا حال معلوم نہیں کہ وہ متدین ہیں یا غیر متدین۔ پس اول ہمارے ساتھ شہر جموں میں چلو، اگر ہم اُس کو متدین غیر طرف دار پائیں گے تو ہم اُن کی ثالثی منظور کرلیں گے، مگر آپ کو ہمارے ساتھ سیال کوٹ میں بھی جانا پڑے گا، کیوں کہ ہم بھی اپنی طرف سے ایک ثالث مقرر کرنا چاہتے ہیں، پس بغیر تحقیق حال اُس کے آپ لوگ اُس کو کب منظور فرمائیں گے اور جو مغلوب کی بابت آپ نے کہا ہے کہ اُس کو غالب کا مذہب اختیار کرنا ہوگا وہ بندہ کو منظور ہے، مگر اس کے وثوق کے لیے کیا صورت ہونی چاہیے، تاکہ بعد میں مغلوب اپنے قول سے مفرور نہ ہوجائے۔ پس اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ پھر جانے والوں کو مبلغ پچاس روپے ہرجانہ کے طور پر ادا کرنے لازم ہوں گے۔ اس کے جواب میں بندہ نے کہا کہ یہ رقم قلیل ہے، اس میں پھرنے والے کو کم تکلیف متصور ہے، بلکہ یوں چاہیے کہ اگر بندہ مغلوب ہوجائے گا تو اپنی حویلی جو قیمتی چار ہزار روپیہ کی ہے شیعہ لوگوں کے حوالے کردے گا اور اگر آپ مغلوب ہوجائیں گے تو آپ لوگوں کو بھی اس قدر اہل سنت والجماعت کو دینا لازم ہوگا۔ پس چاہیے کہ کوئی جائیداد قیمتی بہ قدر مذکور دکھا کر اور

اس بندہ کی جائیداد دیکھ کر جانبین سے وثیقے تحریر ہونے چاہیں۔ پس جب اس احقر نے یہ بیان کیا تو انہوں نے اِن کے معرضِ حصول میں آنے کی دقت کو محسوس کر کے اِن کی ترمیم کو تسلیم کر لیا اور سوائے ان دو شرطوں کے باقی شروط پیش کردہ کی (جن کی تفصیل آگے آئے گی) قائم کرنے کو مشروط کر کے بندہ کی تحریر کو قبول کر لیا اور اس کے آخر میں سیّد اسمٰعیل شاہ نے لکھ دیا کہ اگر میں ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ کو معہ اپنے مناظر کے حاضر نہ ہوں گا تو مبلغ سو روپیہ بہ طور ہرجانہ بھر دوں گا۔ اور اس تحریر کے پختہ کرنے کی غرض سے اُس پر سیّد اسمٰعیل شاہ کا انگوٹھا ثبت کرایا گیا، چناں چہ وہ تحریر بجنسہٖ اس بندہ کے پاس موجود ہے، جس کو اس بیان میں شک ہو وہ اپنا شک دور کرنے کے لیے بے شک اس بندہ کے پاس آ کر ملاحظہ کر لے۔

پس اس ساختہ پرداختہ کے بعد عین مناظرہ کے موقع پر طے شدہ بابت تنازعہ پیش کرنا مناظرہ سے گریز کرنا اور مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کا مصداق بننا نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر چالاکی اور ہوشیاری سے ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' پر عمل کر کے گریز کو جانب ثانی یعنی اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ ع

به بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

دراصل بات یہ ہے کہ جب ہم فریقین پچیس محرم ۱۳۴۸ھ کو موضع فنڈر میں داخل ہوئے اُسی وقت سے شیعہ صاحبان نے مناظرہ کے عدم وقوع کے لیے حیلہ جوئی اور بہانہ سازی شروع کر دی اور چاہتے تھے کہ مناظرہ کسی طرح ٹل جائے جیسا کہ وہ ایک دفعہ اس سے پہلے یہ کارروائی کر چکے تھے۔ چناں چہ ۲۶ محرم کو جو عین مناظرہ کا روز تھا جب اسسٹنٹ صاحب اور بخشی صاحبوں نے کہا کہ چلو مناظرے کے لیے، کیوں کہ فریق ثانی آپ کو بلاتے ہیں، تب انھوں نے شرائط مسلمہ کے نہ قائم کرنے کو ہمارے ذمے لگا کر اُس کو اپنی شکار کی ٹٹی بنایا اور اُس کی آڑ میں پناہ لینی شروع کی، مگر جب ہم نے میدان مناظرہ میں مناظرے کا علم جا گاڑا اور اُن کو بار بار بلایا تو بہ صد مجبوری و لاچاری میدان میں آئے، مگر پھر وہی رونا رونا شروع کیا یعنی مولوی باقر علی صاحب نے فرمایا کہ پہلے شرائط اور مسائل متنازعہ فیہا کا تقرر کر لینا چاہیے پھر مناظرہ شروع کرنا چاہیے، خصوصاً تقریر ثالثان اور غالب

مغلوب کی نسبت کوئی شرط پہلے ضرور قائم کر لینی چاہیے۔ جس پر بندہ نے کہا کہ یہ سب باتیں طے ہو کر قلم بند ہو چکی ہیں، اب مناظرے کا وقت ہے نہ فضول باتوں کا۔

معلوم کر لینا چاہیے کہ اگر مولوی باقر علی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ میں نے تو ان باتوں کو طے نہیں کیا تھا، تو یہ عذر اُن کا چند وجوہ سے مخدوش فیہ ہے اور قابل پذیرائی عقلا و علما نہیں ہے:

اولاً یہ کہ کیوں انہوں نے شروط متروکہ مرممہ کو متفقہ مسلمہ شروط کہا ہے۔

ثانیاً یہ کہ جو باتیں ان کے موکل ہوشیار مثل فتح علی شاہ ساکن بڈھیال قاضیاں و غضنفر علی ساکن لسواڑہ وسیّد اسمٰعیل شاہ وغیرہ بعد قیل وقال بسیار و تکرار بے شمار طے کر چکے تھے۔ اُن میں اُن کو جو وکیل ہیں ان کی طرف سے حق نہیں پہنچتا تھا کہ پھر قیل وقال شروع کر دیں، کیوں کہ جس بات کو موکل منظور کر لے وکیل اس سے انکار نہیں کر سکتا، اگر کرے تو بے وقوف سمجھا جاتا ہے۔

ثالثاً یہ کہ اگر اُن کو اپنے موکلوں کا ساختہ پرداختہ منظور نہیں تھا تو اُن کو بٹالہ سے موضع فنڈر میں مناظرہ کے لیے قدم رنجہ فرمانا نہ چاہیے تھا، بلکہ جب وہ ان کو مناظرہ کے لیے مقرر کرنے کے واسطے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اُس وقت انھیں کہنا چاہیے تھا کہ ان دستاویزوں میں جو کارروائی تم قلم بند کر چکے ہو اس پر مجھ کو مناظرہ کرنا منظور نہیں۔

اور اگر مولوی صاحب کا یہ عذر ہو کہ میں نے ان دستاویزوں کو نہیں دیکھا تھا تو یہ عذر بھی اُن کا قرین قیاس اور قریب عقل نہیں ہے، کیوں کہ اکثر اور اغلب ہے کہ جب کوئی کسی موکل کا وکیل بنتا ہے تو وہ اپنے موکل کی دستاویزوں کو دیکھ کر اور اس کا اظہار سن کر بنتا ہے۔

پس مولوی صاحب کا حال دو شق سے خالی نہیں؛ یا تو مولوی صاحب نے فریقین کی دستاویزوں کا مطلب نہیں سمجھا، مگر یہ تو اُن کے تبحر علمی سے بہت دور ہے اور یہ موئے ظنی ہرگز ہم اُن کی نسبت نہیں کر سکتے یا انھوں نے تجاہل عارفانہ کر کے طے شدہ بات کو پھر محل نزاع میں لا کر مناظرہ کو ٹالنا چاہا اور قابل تسلیم بھی یہی بات ہے اور مسائل متنازعہ فیہا کے تقرر کی بابت عین وقت مناظرہ میں اُن کا سوال کرنا بھی اسی شق کے ہونے پر دلالت کرتا

ہے۔ کیوں کہ اُن کے تقریر میں تو کسی طرح کا شک باقی نہ تھا اور نہ کسی فریق کو اُن کی نسبت تردد تھا، چناں چہ اس دعوے پر تقریر بالا اور عبارت دستاویز ہائے مذکورہ (جن کی نقول ذیل میں لکھی جاتی ہیں) شاہد عادل ہیں۔

نقل رقعہ سیّد اسمٰعیل شاہ مطابق اصل

مجمع حسنات بیکراں معدن جود والاحسان مولوی نور اللہ شاہ جی

بعد از تبلیغ احکام مسنون خیر الانام ملتجی ہوں کہ آں جناب مذہب اثناعشری کی تکذیب میں قیل وقال و مستعد عناد ہیں، لہٰذا بہ ذریعہ نیاز نامہ ملتجی ہوں برائے نوازش تحریر فرمائیں کہ کس مسئلہ پر گفتگو ہوگی۔

(۱) کون کون سی کتاب وجہ ثبوت میں پیش ہوگی۔

(۲) فریقین اپنے اپنے مذہب کی مستند کتابوں کی فہرست دیں۔

(۳) بجز مسئلہ معینہ کے دیگر مقام پر گفتگو نہ ہوگی۔

(۴) غالب مغلوب کی کیا شرط ہوگی۔

(۵) افسر علاقہ سے اجازت لے لیں۔

(۶) دو ثالث غیر مذہب ضروری ہونے چاہئیں۔

(۷) خرچ فریقین بہ ذمہ فریقین ہوگا۔

(۸) تاریخ مناظرہ ۲۶ یا ۲۵ محرم ۱۳۲۸ھ مقرر ہونی لازم ہوگی۔

(۹) مناظرے کے وقت آپ خود یا دیگر علما کو بالمقابل مناظرہ کرانا چاہیں تو ہر فریق کو حق حاصل ہوگا۔

(۱۰) ہم فریق مخالف کی کتب فہرست کتب مشمولہ ہذا اہل سنت سے آپ کے مسلوں کا بطلان ثابت کریں گے اور آپ کو کتب اہل تشیع مندرجہ فہرست مشمولہ سے اصحاب ثلاثہ کا با ایمان ہونا ثابت کرنا لازمی ہوگا۔

مگر یاد رہے کہ ایسا نہ ہو جیسا کہ پہلے عریضہ کا جواب آپ جواب سے سرفراز فرمائیں۔

نے اب تک نہیں دیا۔ تحریر بہ تاریخ ۱۷ ر پوہ ۱۹۶۶ بکرم مکرر آں کہ شرائط مندرجہ بالا کا پابند آپ کو رہنا لازمی ہوگا۔ یعنی شرائط آپ اپنے دستخطی تحریر کر کے دستخط فرمائیں، تا کہ ہر امر میں آپ کو ذمہ دار سمجھا جائے۔

تحریر صدر بہ قلم

اسمٰعیل سیّد اثنا عشری

نقل جواب رقعہ ہذا

از طرف بندہ محمد سلطان و مولوی نور اللہ شاہ مطابق اصل

سیادۃ پناہ نجابت دستگاہ میاں اسمٰعیل پر بعد تبلیغ احکام مسنون خیر الانام واضح ولائح ہو کہ رقعہ جناب کا موصول ہوا۔ اُس کے مطالعہ سے کوائف مندرجہ پر آگاہی حاصل ہوئی۔ پس اس کے جواب میں قلمی ہے کہ مسائل متنازع فیہا کا تصفیہ بالمشافہ ہو چکا ہے یعنی دو ہیں:

(۱) اصحاب ثلاثہ کا کفر و ایمان یعنی آپ ان کا کفر ثابت کریں گے اور ہم ان کا ایمان اور اُن کو کافر کہنے والے کو مردود ثابت کریں گے

(۲) آپ حضرت صدیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دو در مقدمہ فدک غاصب اور ظالم ثابت کریں گے اور ہم ان کو منصف اور عادل اور مطابق حکم و عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس میں فیصلہ کرنے والے پایۂ ثبوت کو پہنچائیں گے۔

اور ہر فریق کو محل استدلال میں آیات قرآن مجید اور حوالہ جات کتب مخالف پیش کرنی ہوں گی اور ہر فریق کو حق ہوگا کہ کتب محولہ فریق مخالف اپنے مذہب کے فریق مخالف کو اپنے پاس سے دیوے۔

اور جو جناب نے سوال کیا ہے کہ وجہ ثبوت میں کون کون سی کتاب پیش ہوگی یہ سوال آپ کا ٹھیک نہیں اور حصر نامناسب ہے بلکہ ہر فریق کو اختیار ہوگا کہ جس کتاب فریق مخالف سے چاہے حوالہ دے دے۔ ثانی فریق ثانی کا حق ہوگا کہ بادلیل کہہ دے کہ یہ کتاب ہمارے مذہب کی نہیں یا ہے، مگر تم نے جو جو اس کا مطلب بیان کیا ہے یہ اُس کا مطلب نہیں۔

نمبر ۳ کا جواب یہ ہے کہ غالب مغلوب کی شرط قید میں لانی بے سود ہے، پبلک وقت پر خود دیکھ لے گی۔

اور آپ کا فرمانا کہ اس علاقہ کے افسر کی اجازت لینی ضرور ہوگی بجا ہے اور آپ کا ارشاد دو ثالث غیر مذہب ضرور ہونے چاہئیں بے جا ہے، کیوں کہ غیر مذہب والوں کو دوسرے مذہب کی حقیقت کماینبغی کس طرح معلوم ہو سکتی اور غیر مذہب والوں کو حاضر ہونا بھی اشکال سے خالی نہیں۔

اور خرچ و تاریخ کی بابت جو آپ نے مرقوم کیا ہے وہ ہم کو منظور ہے۔ فقط۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

راقمان

مسکین بندہ حافظ محمد سلطان

وسیّد نور اللہ شاہ

با اجازت چھہاں شاہ حنفی ساکن فنڈر

چھہاں شاہ بہ قلم خود

یہ نقل جس رقعہ کی ہے اُس کا اصل ہم کو پہنچ گیا۔

بہ قلم سیّد اسماعیل اثنا عشری

از فنڈر

جو فریق حاضر تاریخ مقرر پر نہ ہوگا معہ مناظر تو صد روپیہ بہ طور ہرجانہ دے گا۔ اگر نہ دے گا تو فریق ثانی بہ ذریعہ عدالت وصول کرنے کا مجاز ہوگا۔

دستخط

سیّد اسمٰعیل اثنا عشری

از فنڈر

دیکھو ہماری جوابی تحریر کا مضمون جس میں تقرری ثالثان اور غالب مغلوب والی شروط

کو غیر ضروری وغیر مفید و غیر مناسب ہونا بیان کر کے اُن کی ترمیم اور اُن کو موقوف کر دینا درج ہے اگر ان کو منظور و مقبول نہ ہوتا تو کیوں میاں اسماعیل بہ مشورہ باقی شیعہ صاحبان اپنے معاونین کے اس پر اپنا انگوٹھا لگا دیتا اور کیوں اس کے اخیر میں لکھ دیتا کہ اگر میں معہ مناظر اپنے کے تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوں گا تو مبلغ سو روپے بہ طور ہرجانہ کے بھر دوں گا۔

اور یہ بھی واضح ہو کہ مولوی باقر علی صاحب کے فرمان مصیبت اقتران (تو پھر پبلک ہی سے اہل علم اور اہل خبرہ پر انحصار کیا جائے) سے اس احقر کو انکار نہیں تھا، بلکہ یہ تو بندہ کا عین مطلب تھا، انکار تھا تو اس سے تھا جو انھوں نے فرمایا تھا کہ اُن کے اسما قلم بند کیے جائیں، کیوں کہ یہ بھی ایک حیلہ مناظرہ کو ٹال دینے کا تھا۔ کیوں کہ صاحبان …… کے انتخاب کے وقت احتمال بلکہ ظن غالب تھا کہ جانبین میں تنازع شروع ہو کر شور برپا ہو جائے اور افسران پولیس مناظرہ کو موقوف کر دیں۔ بندہ اس کو تاڑ گیا تھا، لہٰذا انکار کیا تھا۔

نقل فہرست کتب مطلوبہ اہل تشیع از اہل سنت

یعنی وہ کتابیں جو شیعہ صاحبوں نے اہل سنت کے مذہب کی اہل سنت سے طلب کی تھیں، تا کہ وہ مسائل متنازعہ فیہا کا ثبوت مناظرہ کے وقت اُن سے پیش کریں:

۱۔ تفسیر کبیر	۲۔ تفسیر معالم التنزیل
۳۔ تفسیر بیضاوی	۴۔ تفسیر امام حسن عسکری
۵۔ تاریخ ابوالفدا	۶۔ غنیۃ الطالبین
۷۔ ازالۃ الخفا	۸۔ روضۃ احباب
۹۔ تحفۂ اثنا عشریہ	۱۰۔ تفسیر جلال الدین سیوطی
۱۱۔ کنز الدقائق کلاں	۱۲۔ وصیت نامہ مطبوعہ شاہ عبدالحق دہلوی
۱۳۔ فتاویٰ قاضی خان	۱۴۔ ہدایا
۱۵۔ نہایہ	۱۶۔ صواعق محرقہ
۱۷۔ شرح بہاری	۱۸۔ فتاوی عالم گیری

۱۹۔ مدارج النبوۃ
۲۰۔ مدارج
۲۱۔ شواہد
۲۲۔ شواہد النبوۃ
۲۳۔ الزام النواصب
۲۴۔ ابن تیمیہ رد روافض
۲۵۔ فتاویٰ برہنہ
۲۶۔ بحر الرائق
۲۷۔ حبیب السیر
۲۸۔ صاحب کتاب اربعین
۲۹۔ مناقب جلال الدین سیوطی
۳۰۔ ملل و نحل
۳۱۔ شرح مواقف
۳۲۔ انسان العیون
۳۳۔ سبط ابن جوزی
۳۴۔ معارج النبوۃ
۳۵۔ مطاعن ابوبکر
۳۶۔ مختصر خطیب بغدادی
۳۷۔ تاریخ واقدی
۳۸۔ تاریخ طبری
۳۹۔ تاریخ بلادری
۴۰۔ کنز العمال
۴۱۔ صراح
۴۲۔ منتہا العرب
۴۳۔ مشکوٰۃ
۴۴۔ فقہ اکبر
۴۵۔ صحاح ستہ
۴۶۔ نہج البلاغت
۴۷۔ قرآن مجید

سوائے ان کتابوں کے جو فہرست میں درج ہیں اور کتاب ثبوت میں پیش نہ ہوگی۔

دستخط

اسماعیل اثنا عشری

از قلندر

ناظرین با تمکین پر واضح ہو کہ اس فہرست کا اصل جس کی یہ نقل ہے معہ انگوٹھا میاں اسماعیل ہم لوگوں کے پاس موجود ہے، طالب دیکھ سکتا ہے اور جو لفظی اور معنوی غلطیاں اس میں پائی جاتی ہیں ان سے کاتبین کا مبلغ علم پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اس کی لفظی غلطیوں کے

بیان کرنے کی تو یہاں چنداں حاجت نہیں، کیوں کہ وہ ظاہر ہیں۔ اس کی معنوی غلطیوں کا کچھ نمونہ یہاں قید کتابت میں لایا جاتا ہے:

(۱) ''کنز الدقائق'' کا اس میں درج کرنا، کیوں کہ اس کو مسائل متنازع فیہا سے کچھ لگاؤ نہیں۔

(۲) ''نہج البلاغت'' کو (جو شیعہ مذہب کی کتاب ہے) اس میں لکھ کر ہم لوگوں سے طلب کرنا چہ معنی دارد، کیوں کہ وہ مطلوبہ اہل سنت ہے، نہ مطلوبہ اہل تشیع۔

(۳) صاحب کتاب اربعین کا لفظ اس میں تحریر کرنا، کیوں کہ کتاب اربعین کا حاضر کرنا تو ممکن تھا، صاحب کتاب اربعین کو دوبارہ زندہ کر کے اور قبر سے نکال کر ہم لوگ کب لا سکتے تھے۔

(۴) سبط ابن جوزی لکھ کر ہم سے طلب کرنا، کیوں کہ سبط ...... میں پوتے کو کہتے ہیں۔ پس پوتا ابن جوزی کا اس کی قبر کو کھود کر ہم کب لا سکتے تھے اصل میں کتاب کا نام سیرت سبط ابن جوزی ہے، مگر شیعہ لوگوں کو سبط ابن جوزی اور سیرت سبط ابن جوزی میں کچھ تمیز نہ ہوئی۔ علیٰ ہذا القیاس اور غلطیاں بھی بہت ہیں۔

نقل فہرست کتب مطلوبہ اہل سنت والجماعت از اہل تشیع

یعنی وہ کتابیں اہل تشیع کے مذہب کی شیعہ لوگوں پر مناظرہ کے وقت اہل سنت والجماعت کو دینی بہ مجرد طلب کرنے ان کے لازم تھیں۔

۱۔ نہج البلاغت
۲۔ تفسیر صافی
۳۔ تفسیر مجمع البیان
۴۔ بحر المناقب
۵۔ وصیت نامہ نجبا
۶۔ اصول اربعہ
۷۔ مذہب شیعہ
۸۔ کتاب الخصال
۹۔ کشف الغمہ
۱۰۔ منہج السالکین
۱۱۔ تنزیہ الانبیا
۱۲۔ تفسیر خلاصۃ المناہج

۱۳۔ مجالس المومنین
۱۴۔ صحیفہ کامل
۱۵۔ منہاج السالکین
۱۶۔ اظہار الحق
۱۷۔ منہج الکرامہ
۱۸۔ فصول
۱۹۔ جامع الاخبار
۲۰۔ شرح تجرید
۲۱۔ جامع عباسی
۲۲۔ قرآن مجید

یہ نقل مطابق اصل ہے۔

مخلوق خدا پر روشن وہویدا ہو کہ ہمارے جوابی رقعہ کو لے لینے کے بعد شیعہ لوگوں کا فہرست صدر کو لکھ کر ہم کو دینا اور فہرست ہذا کا ہم سے لینا روشن دلیل ہے اس دعویٰ پر کہ شرائط کے متعلق کوئی تنازع باقی نہیں رہا تھا۔ پس اس تمام کارروائی کے بعد مولوی صاحب موصوف اور اُن کے مقلدین کا عین مناظرہ کے وقت پھر ان کو محل نزاع میں لانا بین دلیل ہے اس بات کی کہ وہ مناظرہ کرنا ہرگز نہیں چاہتے تھے اور اس سے صاف گریز کرتے تھے۔ پس یہ خلاف واقعہ مضمون جو میاں اسمٰعیل نے رسالہ ''اصلاح'' میں طبع کرایا ہے اُس پر یعنی میاں اسمٰعیل پر تو چنداں افسوس نہیں، کیوں کہ وہ ایک عام آدمی ہے، کچھ مقتداو پیشوا نہیں ہے، کیوں کہ اُس کے اہل دیہہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جیسا جدید شیعی ہے ویسے ہی جدید سنی بھی ہے۔ جائے افسوس ہے تو جناب ایڈیٹر اصلاح پر ہے، کیوں کہ وہ مدعی اصلاح ہو کر ایسے اِفسادی اور خلاف واقعہ مضامین کو اپنی اخبار گہربار میں جگہ دے کر شائع کر دیتے ہیں۔

فقط

الراقم المذنب
ابورشید احمد المسکین عبدالرحمٰن

المدعو بمحمد سلطان

تجاوز عن سیاتہ اللہ الحنان
امام مسجد کلاں کشمیریاں، واقع شہر سیالکوٹ

حسب تعمیل ارشاد واجب الانقیاد
سیّد السادات الطاہرین، امام المباحثین ...... اکمل، واعظ بے بدل
جناب سیّد مولوی نور اللہ شاہ سلمہ اللہ......
بندہ غلام حسین عفی عنہ
تاریخ ایں مناظرہ بہ عجلت تمام و سرعت مالا کلام ارقام...... کش خاص و عام نمودہ مستغنی سہو و خطا است

بہ توفیق خداوند تبارک — برائے موناں گویم مبارک
بہ فنڈر رافضی سُنّی بہ یک جا — بحث آمد چو شورِ مورجِ دریا
بلاشک اہل سنت را ظفر شد — گروہ رافضی زیر و زبر شد
مناظر حافظِ سلطانِ عالم — در اقلیم سخن سلطان مسلم
برای خصم بس سلطاں عسس بود — محمد غوث چوں فریاد رس بود
کساں گفتار خصمش جاں برآمد — ہماں ساعت ولی کپتاں درآمد
بدلیع الوقت بعد از چاپلوسی — ہزاراں منت و صد دست بوسی
بگفتا گر قبول افتد بگویم — برای ختم بحث ایں چارہ جویم
پس از چندی جوابِ اعتراضات — نویسند و فریسم من بخدمات
ولیکن باعثِ آغاز و انجام — بود آں شاہ نور اللہ نکو نام
گہے در خدمتِ مہماں نوازی — گہے در بحث کردے چارہ سازی
بسیداں آمدہ چوں رعد غرید — کہ خصمش را دل از ہیبت بلرزید

چوشد آلام از ہاتف ندا شد
۲
سنینش ناصر حافظ خدا شد
۱۳۳۰ - ۲ = ۱۳۲۸ھ

اشتہار واجب الاظہار

چوں کہ محمد حسین پٹواری وغیرہ موضع بدر...... متصل کوٹلی لوہاراں ...... میں واسطے مباحثہ اہل سنت والجماعت ...... بالمشافہ چارسو آدمی کے شرائط مباحثہ و ہرجانہ وغیرہ...... کر کے...... مقررہ کے مئی ۱۹۱۰ء تاریخ مباحثہ قرار پائی اور ایک ماہ پیش تر...... مقررہ کے مناظرین کو تاریخ سے اطلاع دی گئی۔ ابھی چند دن میعاد بحث میں باقی تھے کہ بانیان مناظرہ اہل تشیع کو مناظرین...... نے مطلع کیا کہ ہم بحث کے واسطے موضع بدر میں نہیں آئیں گے۔

اس تیاری بحث سے ہم اہل سنت والجماعت کو یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ فراہمی کتب کے واسطے دور دراز تگ ودو کی گئی اپنے اوقات قیمتی کو مفت ضائع کھو دیا۔

المشتہر

سیّد نور اللہ شاہ نقوی سیال کوٹی عفی عنہ

محلہ کشمیریاں، سیال کوٹ

استغاثہ بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نتیجہ فکر مولوی نور اللہ شاہ نور سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ

۱ بدردِ تو کہ من از دلے بجانم — بعرضِ مدعا ترشد زبانم
چہ درد است اینکہ تدبیرش ندانم — بجز چارہ کہ تو مشکل کشائی

منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۲ گلستانِ وفا را نو بہاری — بمیدانِ کرامت شہسواری
پئے محنت شعاراں غمگساری — شکستہ خاطراں را مومیائی

منہ بر سینہ ام سنگ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۳ تو دُر بر گم رہے را خضرِ اکبر — تو ئی ملک رسالت را سکندر
از انت چتر لولاک است بر سر — کہ خیل انبیاء را رہنمائی

منہ بر سینہ ام سنگ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۴ زلیخائے صبا چوں جستجو کرد — قبائے یوسفِ گل مشکبو کرد
لب اندر مرحبائش سو بسو کرد — ہمہ این است لطفِ مصطفائی

برتیرازجامِ وصلت دمے یکامم بدہ از دردِ ہجرانم رہائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۰ منم از کارواں ماندہ پریشاں بحال خستہ و با عقل حیراں
رفیقانم شدند از من گریزاں شب تاریک و عذرِ خستہ پائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۱ دریں تنگی کرا خوانم ندانم بہ پیشم رہزن از پس خوف جانم
زرہ افتادہ دور از کاروانم خوشا بختم زغیب از رخ بنمائی
منہ بر سینہ ام سنگ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۲ ہمہ کارم بجز تو سخت بستہ زہر سو رشتۂ کارم گسستہ
دلے دارم زداغِ ہجر خستہ چرا در دیدۂ تارم نیائی
منہ بر سینہ ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۳ زہر گلشن چو من بوئیت شمیدم شوم فرشت بہ ہر کوئے رسیدم
ندیدم چوں ترا ہر سو دویدم عجب تر کز ثریا تا ثرائی
منہ بر سینہ ام سنگ جدائی
کجائی یا رسول اللہ کجائی

۱۴ غریب بے کسم مستور مانده   زهمراهانِ خود مهجور مانده
شبِ یلدا تنم رنجور مانده   رهم بنما که تو بدر الدجائی
منه بر سینه ام سنگِ جدائی

۱۵ ستم یک تشنه آبے را طلب گار   فتادم بر درت از بهر دیدار
چو بدبختم بدیں غایت نگونسار   شد آب من سراب جانگزائی
منه بر سینه ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول الله کجائی

۱۶ کرا گویم ز جورِ چرخ قصه   دلم بریاں شود از سوز و غصه
دہم از شربتِ الطاف حصه   طبیبِ مہرباں بہر شفائی
منه بر سینه ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول الله کجائی

۱۷ ہزاراں مشکل اندر کار و بارم   ز ہر جانب مصائب صد ہزارم
دریں محنت سرا کو جز تو یارم   مدد فرما که محبوبِ خدائی
منه بر سینه ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول الله کجائی

۱۸ ندیده کس چو من اندوه رسیده   یتیم چوں ماہی آب نادیده
گلے کے چوں تو در گلشن دمیده   بگلشن‌ها مگر باد صبائی
منه بر سینه ام سنگِ جدائی
کجائی یا رسول الله کجائی

مناجات بہ جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ازاحقر کونین

سیّد نور اللہ شاہ، سیال کوٹ

خدا کے واسطے یا شاہ عالی
تمہیں باغِ ولایت کے ہو مالی

تیرے دشمن کے منہ پر خاک ڈالی
وہ ہے ایمان سے لاریب خالی

تقبلنی و لا تزدد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

جگہ اُس نے جہنم میں بنائی
کرے جو بات کچھ انکار والی

حسن کے لاڈلے دو جگ کے والی
تیری ہے ذات تطہیراً و عالی

تقبلنی و لا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

گدا در پر تیرے ساری خدائی
خدارا کر میری مشکل کشائی

میں کم تر ہوں غلامانِ غلاماں
تمھارا نام لیوا شاہِ جیلاں

تقبلنی و لا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

فسردہ دل نہایت سخت حیراں
خدارا حالِ بے کس را پرساں

بکن حل مشکلم مشکل کشائی
تمامی اولیا را راہ نمائی

تقبلنی ولا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

ہوا جس پر تیرا لطف وکرم ہے
اُسے عقبیٰ کا کیا پھر خوف وغم ہے

وہ بلکہ دو جہاں میں محترم ہے
غلام اس کا فریدوں جام وجم ہے

تقبلنی و لا تردد سوالی
اغثنی مرشدا امدد بحالی

میں رنج و درد اور غم میں مبتلا ہوں
میں سرگرداں مثل آسیا ہوں

کہوں کیا کس مصیبت میں پڑا ہوں — گرفتار غم و رنج و بلا ہوں
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
کرو لطف و نوازش مہربانی — ہوئی کیوں تلخ میری زندگانی
غیاث المستغیثین نام تیرا — پھر اٹکا کیوں رہے یہ کام میرا
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
خدا کے واسطے پیران پیراں — و پیرا دستگیر دستگیراں
کرو میں بے نوا کی دستگیری — پریشاں حال ہوں در وقت پیری
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
کرو آسان مشکل کام میرا — شہا مشکل کشا ہے نام تیرا
گدا ہوں مانگنا ہے کام میرا — مگر حاجت روائی کام تیرا
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
کرو میری خدارا دستگیری — ہوں خستہ از غم اندوہ گیری
کریما مشفقا مشکل کشایا — شفیقا مشفقا حاجت روایا
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
مریضوں کے لیے دار الشفایا — مریض لادوا تجھ پاس آیا
خدارا جلد تر دارو شفا دو — میرے اس درد کو جلدی شفا دو
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
تجھے غم درد کا قصہ سنایا — تمامی حال زار اپنا دکھایا
دوا دو خواہ دعا دو خواہ دلا دو — مگر بگڑی میری مولا بنا دو
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی
تجھے اپنے مریدوں کی شرم ہے — غلاموں پر سدا تیرا کرم ہے
کہا تو نے مریدی لا تخف ہے — نہ مانے جو تجھے وہ ناخلف ہے
تقبلنی و لا تردد سوالی — اغثنی مرشدا امدد بحالی

خدارا کر میری اب دستگیری گئی بڑھ حد سے یہ اندوہ گیری
مدد یا قطب ربانی اغثنی مدد یا غوث صمدانی اغثنی
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
مدد یا پیر عرفانی اغثنی مدد یا شیر یزدانی اغثنی
ہے شاہا اور بھی اک عرض میری بہ درگاہِ معلیٰ پاک تیری
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
دریغا آں شہ عقدہ کشایم بشد در باغ جنت پیشوایم
خوش وخرم یہاں سے چل سدھارے مگر ہم رہ گئے بدبخت ہارے
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
دریغا حسرتا نظر عنایت کرے گا کون اب میری حمایت
تھی مجھ پر اُن کی غایت مہربانی خدا رحمت کرے بر آں جہانی
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
ہوئی یہ تلخ میری زندگانی ہوئے روپوش ہیں جب سے نہانی
مبارک نام تھا سلطان محمود مگر ہم سے دریغا چل بسے دور
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی
ہے مدفن مولد و مسکن ٹکانا الف۔ وا پھر الف نون اے جوانا
یہ نور اللہ شاہ عاجز بے چارا یہ ہر فن میں ہے بے بہرہ نکارا
نوازش اس پہ کرنی اب خدارا اگرچہ ہے برا پر تمھارا
تقبلنی و لا تردد سوالی اغثنی مرشدا امدد بحالی

(شامل در تحفۂ محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادری جیلانی
معروف بہ شرح قصیدہ غوثیہ از مولانا محمد نظام الدین ملتانی)

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں کند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد ہر خاص و عام پر بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ سید چھیماں شاہ ساکن موضع مندر [illegible] جناب مولوی حافظ محمد سلطان و جناب مولوی سید نور اللہ شاہ [illegible] ۱۲ ماہ پوہ سمت ۱۹۶۷ کو حاضر ہو کر بیان کیا کہ ہمارے گاؤں میں بعض اشخاص گروہ شیعہ میں سے ہمکو کہتے ہیں کہ تمہارا مذہب یعنی اہلسنت کا باطل ہے اور ہمارا مذہب حق ہے اور کئی برائیاں اہل سنت کے مذہب کی بیان کرتے ہیں اور ہم لوگ بے علم ہیں لہذا [illegible] موضع فتنہ رو موضع بہادر خاں وغیرہ نے ہمکو آپ صاحبوں کی خدمت میں روانہ کیا ہے واسطے تحقیق مذہب [illegible] اور [illegible] کوئی اپنا عالم [illegible] کوئی اپنا عالم [illegible] لہذا آپ [illegible] اس کام [illegible] دونو مولوی صاحبان مذکورین ۱۲ ماہ پوہ کو موضع بہادر خاں [illegible] ہوئے اور پندرہ ۱۵ ماہ مذکور کو [illegible] قریب [illegible] صاحبزادہ صاحب عادل شاہ ساکن چورہ شریف بھی وہاں آئے ہوئے [illegible] میدان میں [illegible] واسطے مناظرہ کے گروہ شیعہ کو بلایا مگر [illegible] کوئی نہ آیا۔ پس تینوں صاحبوں نے یکے بعد دیگرے [illegible] مولوی حافظ محمد سلطان صاحب و مولوی سید نور اللہ شاہ صاحب و حضرت عادل شاہ صاحب مذہب شیعہ کا بطلان اور اپنے مذہب کا حق ہونا بدلائل لوگوں کو سنایا پس [illegible] اسمعیل [illegible] شیعان موضع فتنہ [illegible] مسلمین میں آکر [illegible] مناظرہ کا خواہاں ہوا۔ اور [illegible] کہ آج ہماری [illegible] کوئی مناظر نہیں [illegible] معاف فرماویں پس صاحبزادہ صاحب مذکور نے اس سے دریافت کیا کہ آج [illegible] آپ لوگ خلاف کر کے [illegible] تو وہ [illegible] انکار کی [illegible] ادھر ادھر [illegible] آخر کو [illegible] قرآن شریف [illegible] سر پر رکھ کر اس سے دریافت کیا گیا تو وہ مقر ہوا کہ بیشک ہم لوگ آج [illegible] ہو گئے ہیں الغرض [illegible] و کتابت فیما بین [illegible] ماہ محرم [illegible] مناظرہ [illegible] تاریخ مقرر [illegible] اول یہ کہ شیعہ لوگ اصحاب ثلاثہ [illegible] ثابت کریں [illegible] اہلسنت [illegible] کا ایمان ہونا [illegible]